امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۸؍جولائی ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-25

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ......
■ ماہ محرم الحرام سے اسلامی سال کا آغاز
■ مثالی معاشرہ کی تشکیل کیسے ہو
■ مضبوط قوت ارادی سے کام لینا سیکھیں
■ ہماری بے وزنی کے اسباب
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

ملک میں تین نئے فوجداری قانون کا نفاذ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انڈین پینل کوڈ (آئی پی سی) 1860، کرمنل پروسیجر کوڈ (سی آر پی سی) 1898 اور انڈین ایویڈنس ایکٹ 1872 ایک جولائی ۲۰۲۴ء سے تاریخ کے صفحات میں دفن ہوگئے ہیں، ان کی جگہ بھارتیہ نیائے سنہیتا، بھارتیہ ناگرگ سورکچھا سنہیتا اور بھارتیہ ساکچھیہ ادھی نیم نے لے لیا ہے، یہ قانون پارلیامنٹ کے حزب مخالف کو بڑی تعداد میں معطل کرنے کے بعد بی جے پی کے موجود ارکان جن کی تعداد پارلیامنٹ میں اس دن دو سوستر سے بھی کم تھی کے ذریعہ پاس کرالیا تھا اور ۲۵؍دسمبر ۲۰۲۳ء کو صدر جمہوریہ نے اس پر اپنے دستخط کردیے تھے اور اب یکم جولائی سے مودی حکومت نے اس کا نفاذ کردیا ہے اور مختلف تھانوں میں پولیس، عوام اور عدالت سے جڑے افسران کو اس قانون سے واقف کرانے کا کام جاری ہے، ممکن ہے مرکزی حکومت اس قانون کو رائج کرنے کے لیے بجٹ میں کچھ رقم بھی مختص کرے، قدیم بھارتیہ نیائے سنہیتا قانون میں پانچ سو گیارہ (511) دفعات تھے، اب انہیں صرف تین سو چھپن (356) دفعات میں سمیٹا گیا ہے، ایک سو پچھتر (175) دفعات بدلے گیے ہیں، آٹھ (8) نئے دفعات جوڑے گیے اور بائیس (22) دفعات کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، اس کی وجہ سے دفعات کے نمبرات بھی بدلے ہیں، پہلے 302 دفعہ قتل کے لیے لگتا تھا، اب قتل کا اطلاق 103 دفعہ پر ہوگا، ارادۂ قتل کے لیے 307 متعارف تھا، اب اس کا اطلاق 109 پر ہوگا، غیر ارادی قتل کے لیے دفعہ 304 لگایا جاتا تھا، اب 105 لگایا جائے گا، لاپرواہی کی وجہ سے موت کی صورت میں 304A لگتا تھا، اب 106 لگے گا، عصمت دری اور اجتماعی عصمت دری کو دفعہ 375,376 کے تحت نمٹایا جاتا تھا، اب اس کے لیے نئی دفعہ 63,64,70 ہوگی، ملک سے جنگ کے لیے 121A, 121 موجود تھا، اب 147, 148 دفعہ کے تحت داروگیر ہوگی، ملک سے بغاوت کی دفعہ 124A کو ختم کردیا گیا ہے اور اس کے بدلہ میں کوئی دفعہ نہیں رکھی گئی ہے، اسی طرح جہیز کے لیے، قتل جہیز کے لیے ہراساں کرنے، دھوکہ دھری، چوری، لوٹ ڈکیتی کے لیے پہلے قانون میں علی الترتیب 304B، 498A، 420، 379، 392 اور 395 دفعات تھیں، اب ان جرائم کے لیے علی الترتیب 80، 85، 318، 303، 309 اور 310 کا استعمال ہوگا، اس طرح چار سو بیسی کا محاورہ ختم ہوکر رہ جائے گا۔

اس قانون میں عورتوں اور بچوں سے متعلق جرائم اور سماجی مسائل سے نمٹنے کے لیے کئی طریقۂ کار کی وضاحت کی گئی ہے، اجتماعی عصمت دری کے سبھی معاملات میں بیس سال کی سزا/عمر قید دی جاسکے گی، اگر عصمت دری اٹھارہ سال سے کم عمر کی لڑکی کا کیا ہے تو سزائے موت دی جائے گی، اگر بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی یا ہراسانی کا کام کیا گیا تو دس سال کی سزا ہوسکتی ہے، پہلے اس جرم میں زیادہ سے زیادہ سات سال کی سزا ہوا کرتی تھی، اس قانون میں ملکی بغاوت کے معاملہ کو حذف کرکے دہشت گردی کے دائرے میں لایا گیا ہے، اب اسلحہ کے ساتھ مخالفت، ملک کی سالمیت کو نقصان پہونچانے والی حرکتیں، ملک کی خود مختاری کے خلاف کوئی تحریک، سب دہشت گردی میں شامل ہوں گے اور سزا کے ساتھ ایسے لوگوں کی جائداد بھی ضبط کرلی جائے گی۔

جو بدلاؤ کیے گئے ہیں اس کی وجہ سے ہیڈ کانسٹیبل تک کو گرفتار کرنے اور عدالتی حراست کو تین ماہ تک بڑھائے جانے کو منظوری دی گئی ہے، پہلے یہ زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک ہوتا ہے، ضرورت پڑنے پر عدالت طے کرتی تھی کہ یہ مدت بڑھائی جائے یا نہیں۔

''بھارتیہ ساکچھیہ ادھی نیم 2023'' میں پہلے قانون سے زیادہ دفعات ہوں گے، پہلے 167 دفعات تھے، اب 170 دفعات ہوں گے، اس قانون کے پانچ (5) دفعات کو کالعدم کردیا گیا ہے، تیئس (23) دفعات میں تبدیلی کی گئی ہے اور ایک (01) نئی دفعہ جوڑی گئی ہے۔

سمن اور گرفتاری کا نوٹس سوشل میڈیا کے ذریعہ بھیجا جائے گا اور اس کی تعمیل کرنی ہوگی، قانون میں درج دستاویز کی تعریف میں توسیع کرکے الکٹرونکس، ڈیجیٹل رکارڈس، ای میل، سرور لاگس، کمپیوٹر، اسمارٹ فون، لیپ ٹاپ، ایس ایم ایس، ویب سائٹس، نیشنل اطلاعات، ڈیوائس پر دستیاب میل اور میسیج کو قانونی طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے، ایف آئی آر، کیس ڈائری چارج شپ، فیصلہ تک کے سارے مراحل کو ڈیجیٹل کرنے کو قانونی شکل دیدی گئی ہے، تلاشی اور ضبطی کے وقت کی ویڈیوگرافی کو لازمی قرار دیا گیا ہے، اس کے بغیر کوئی چارج شپ قانونی طور پر قابل سماعت نہیں ہوگی۔

اس قانون کے تحت اگر عدالت کسی کو بھگوڑا قرار دیدے تو اس کی غیر حاضری میں مقدمہ چل سکے گا اور سزا سنائی جاسکے گی اور اگر مجرم اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنا چاہتا ہے تو وہ دنیا کے جس خطے میں بھی چھپا ہوا ہے ہندوستانی قانون کے مطابق ہی اپیل کرنا ہوگا۔

جو لوگ پھانسی کی سزا کے مستحق ہوں ان کو عمر قید اور عمر قید کو کم از کم سات سال اور سات سال کی سزا کو تین سال میں بدلا جاسکے گا، چھوٹے معاملات ومقدمات کو سمری ٹرائل میں ڈالا جائے گا اور تین سال تک سزا والے جرائم سمری ٹرائل کے ذریعہ نمٹا لیے جائیں گے، اس کی وجہ سے سیشن کورٹ میں چالیس فی صد سے زائد مقدمات کا بوجھ کم ہوگا۔

''تیسرا قانون بھارتیہ ناگرک سورکچھا سنہیتا 2023'' ہے، اس قانون میں پانچ سو تینتیس دفعات ہیں، جن میں پرانے ایک سو ساٹھ (160) دفعات کو بدلا گیا ہے، نو (9) نئے دفعات جوڑے گئے ہیں اور نو (9) دفعات کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، اس قانون میں ملزموں کو اہم سہولیات دی گئی ہیں۔

اس قانون کے تحت جرم کہیں بھی ہوا ہو دوسری کسی جگہ ایف آئی آر کرنے کی سہولت دی گئی ہے، اس کا مطلب ہے کہ ایف آئی آر اپنے تھانہ حلقہ سے باہر بھی کیا جاسکتا ہے، اندراج کے بعد پندرہ دن کے اندر جس تھانہ کا معاملہ ہے اس کو بھیجنا ضروری ہوگا، اس قانون کے تحت ''ای'' ایف آئی آر بھی کیا جاسکے گا، ہر تھانہ میں ایک افسر نامزد کیا جائے گا، جو گرفتار شخص کے بارے میں آن لائن گرفتاری کی اطلاع متعلقہ خاندان کو دے گا۔ اور گرفتار شدہ شخص کو یہ سہولت ہوگی کہ وہ اپنے پسندیدہ شخص کو گرفتاری کی اطلاع دے کر مدد لے سکے۔

ایف آئی آر کے نوے (90) دنوں کے اندر چارج شٹ داخل کرنا ہوگا، عدالت حالات کے مد نظر اس مدت کو نوے (90) دن اور بڑھا سکتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ ایک سو اسی (180) دن کے اندر جانچ پوری کرلینی ہوگی اور ٹرائل کے لیے آگے بڑھا دینا ہوگا، چارج شٹ داخل ہونے کے سات (7) دنوں کے اندر عدالت کو الزام طے کرنے ہوں گے اور بحث پوری ہونے کے تیس (30) دنوں کے اندر اپنا فیصلہ سنا دینا ہوگا، فیصلہ سنانے کے صرف سات (7) دن کے اندر آن لائن فیصلہ مہیا کرانا ہوگا، فیصلے لمبی مدت تک ملتوی نہیں رکھے جاسکیں گے، سزا میں سات سال اور اس سے زیادہ والے جرائم کی فارنیسک جانچ لازم ہوگی، فارنک ماہرین وقوعہ کی جگہ جاکر ثبوت وشواہد جمع کریں گے اور اسے رکارڈ کرلیں گے۔

اس قانون کے تحت کوئی بھی سرکار سات (7) سال یا اس سے زیادہ کی سزا والے مقدمات واپس نہیں لے سکے گی، سرکاری افسران اور پولس افسران پر ہونے والے مقدمات کی اجازت حکومت کو ایک سو بیس (120) دنوں کے اندر دینی ہوگی، اگر حکومت نے ایسا متعینہ مدت میں نہیں کیا تو اسے خاموش اجازت مان کر مقدمہ شروع کردیا جائے گا۔

ماب لنچنگ کو بھی اس قانون کے تحت جرم مانا گیا ہے، اس دفعہ کے تحت جب پانچ یا اس سے زیادہ اشخاص مل کر نسل، ذات، جماعت، جنس، جائے پیدائش،، زبان یا اسی قسم کے کسی دوسرے معاملہ میں کسی کا قتل کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کو سزائے موت، عمر قید یا کم از کم سات (7) سال قید کی سزا دی جاسکے گی، اس قانون میں ذہنی اذیت، خودکشی کے لیے اکسانے، صحت کو نقصان پہونچانے جیسے معاملات میں تین (3) سال کی سزا کی بات بھی کہی گئی ہے۔

ہندوستان میں ملک گیر سطح پر اس قانون کو نافذ کرنے کی بات کہی جارہی ہے، بلکہ نافذ کردیا گیا ہے، مگر اس کا نفاذ کئی اعتبار سے قابل غور ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اس قانون کو پاس کرایا گیا وہ بی جے پی کے علاوہ کسی پارٹی کو قبول نہیں ہے، (بقیہ صفحہ ۱۴؍ پر)

اچھی باتیں

''زندگی کو سمجھنا ہے تو پیچھے دیکھو اور زندگی کو جینا ہے تو آگے دیکھو ☆ ڈگری ردی کے بھاؤ بک جاتی ہے، جب زندگی انٹرویو لینا شروع کرتی ہے ☆ جس گھر میں باپ موجود ہو وہ گھر ستر تالے لگے ہوئے گھر سے زیادہ محفوظ ہے ☆ دشمن سے ہمیشہ بچو اور دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے ☆ بھوک اور مسکینی میں زندگی گذارنا کسی کمینے کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بہتر ہے ☆ کپڑے، شکل اور زبان ہمیشہ جھوٹ بولتی ہے، انسان کی اصلیت کا پتہ وقت آنے پر ہی چلتا ہے۔ ☆ جب اعتبار ہی کسی سے اٹھ جائے تو پھر وہ قسم کھائے یا زہر، کوئی فرق نہیں پڑتا ☆ بار بار آنسو صاف کرنے کے بجائے اپنی زندگی سے ان لوگوں کو نکال پھینکیں جو آنسوؤں کی وجہ بنتے ہیں۔'' (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

''ان دنوں لگ بھگ ہر دوسرے یا تیسرے امتحان کے سوالات لیک ہو جارہے ہیں، اور ان میں سے کئی کو مجبوراً رد بھی کرنا پڑ رہا ہے، نیٹ اور نیٹ کے معاملہ میں جو سی بی آئی جانچ چل رہی ہے، امید ہے کہ وہ انجام تک پہونچے گی اور مجرمین کو سزا ملے گی، مگر شاید مسئلہ اس سے ختم نہیں ہوگا، اگر ایسا ہوتا تو نہ جانے ہم کب جرم سے خالی سماج بنا چکے ہوتے، ویسے بھی تعلیم کے مسائل کسی فوجداری سے حل ہونے والی چیز نہیں ہے، اس کے لیے طویل غور وفکر کی ضرورت ہے، جب تک تین گھنٹے میں سوالات حل کرنے کی پابندی رہے گی اور اسے دانش مندی اور صلاحیت کا پیمانہ مانا جاتا رہے گا، اس سے منسلک مسائل بڑھتے ہی رہیں گے، اس لیے متبادل کھوجتے وقت طلبہ کی سوچ اور جذبے کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔ (ہندوستان ۱؍جولائی ۲۰۲۴ء، از ہرجندر)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خطاؤں پر درگذر کیجئے

''اور چاہئے کہ معاف کردیں اور درگذر کریں، کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تم کو معاف کردے، اللہ بہت معاف کرنے والے ہیں اور نہایت مہربان ہیں'' (سورہ نور، آیت:۲۲)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اندر دو متضاد طبائع بہت ہی لطیف اور نازک طریقہ پر ودیعت کیا ہے، وہ ملکوتی صفات اور حیوانی خصوصیات کا عجیب وغریب مجموعہ ہے، اس کے اندر اعلیٰ اخلاقی صفات کا عکس بھی ہے اور بشری تقاضے کی وجہ سے اس کے اندر بھول چوک اور غلطیوں کا بھی امکان ہے ''الانسان مرکب الخطاء والنسیان'' بھول چوک ہر کسی سے ہوتی ہے، ہاں کوئی کم کرتا ہے اور کوئی زیادہ کرتا ہے، اب اگر کسی سے غلطی ہوجائے تو انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود اس کو معاف کردینا بڑی بلند ہمتی کا کام ہے، ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی قدرت رکھنے کے باوجود گنہگاروں کو معاف کرتا ہے تو بندے کے اندر بھی یہ خدائی صفت جلوہ گر ہونی چاہئے اور خطا کاروں سے عفوودرگذر کرتے ہوئے اس کی غلطیوں کو معاف کردینا چاہئے، البتہ خطا کاروں کو بھی اپنا دامن جھانکنا چاہئے کہ وہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے جس کی وجہ سے اس کو شرمندگی وندامت اٹھانی پڑے، باربار غلطی کرنا اور معافی کا طلبگار رہنا اس کی حمیت وغیرت کے بھی خلاف ہے اور عزت نفس کے بھی، آیت مذکورہ میں گنہگاروں کے ساتھ لطف وکرم کا معاملہ کرنے کی تلقین کی گئی، یہ آیت ایک خاص پس منظر میں نازل ہوئی، غزوہ بنی المصطلق ۶ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ وہاں سے مدینہ منورہ واپس ہورہی تھی کہ راستہ میں قافلہ سے بچھڑ گئیں، کچھ منافقوں نے ان پر الزام تراشی شروع کردی، حتی کہ تہمت تک لگائی جس کا تذکرہ کتب حدیث وسیر میں تفصیل سے موجود ہے، بالآخر جب اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی برأت فرمائی تو پھر تہمت لگانے والوں کی سرزنش ہوئی، ان لوگوں میں ایک مسطح بن اثاثہ بھی شامل تھے، جو غلط فہمی کے شکار ہوگئے، یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خالہ زاد بھائی تھے اور معاشی اعتبار سے بڑے تنگدست تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے فقر ومحتاجی کی وجہ سے ان کی خصوصی مدد کیا کرتے تھے، اب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھائی کہ وہ مسطح کی کفالت نہیں کریں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ نے جن کو گنجائش عطا کی ہے ان کو ایسی قسم نہیں کھانی چاہئے اور پھر کیا ہی خوبصورت انداز پر فرمایا گیا کہ تم انہیں معاف کردو کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تم کو معاف کردیں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے قسم سے رجوع کرلیا اور دوبارہ مسطح کی کفالت شروع کردی اور فرمایا کہ میں کبھی اس مدد کو نہیں روکوں گا، مفسرین نے لکھا کہ کسی مسلمان سے سخت سے سخت گناہ بھی ہوجائے تو اس کی پچھلی نیکیاں ختم نہیں ہوتیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی شان میں دوسرے مسلمان بھائی سے کتنی بھی بڑی غلطی ہوجائے عفوودرگذر کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس سے باہمی تعلقات میں استواری آتی ہے اور ماحول خوشگوار ہوتا ہے۔

معاشی زندگی میں کامیابی کا راز

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کیلئے رزق کا ایک ذریعہ پیدا کرے تو اس کو نہ چھوڑو، یہاں تک کہ اس میں تغیر آجائے یا وہ اس کیلئے بہتر نہ ہو'' (مسند احمد)

وضاحت: حلال اور جائز طریقے سے محنت ومزدوری کے ذریعہ معاشی استحکام کی کوشش کرنا بھی عبادت ہے، خواہ تجارت وکاروبار کا طریقہ اپنایا جائے یا کاشتکاری وملازمت کے ذریعہ کسب معاش کیا جائے، بہرصورت جدوجہد کرکے معاشی بدحالی دور کرنے کی اسلام نے تلقین کی ہے، اب اگر کوئی شخص ملازمت سے وابستہ ہے اسکول، کالج، مدرسہ ومکتب یا فیکٹری وکارخانے میں کام کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اس کے معاش کا مسئلہ حل ہورہا ہے جس سے اس کی گھریلو زندگی خوشحالی میں گذر رہی ہے تو اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور اس پر قائم رہے، بغیر کسی سبب کے اس ملازمت کو ہرگز نہ چھوڑے اور نہ ہی کبھی کسی جذباتی فیصلے کا شکار ہو، کیونکہ اگر وہ کسی حقیقی سبب کے بغیر اس کو چھوڑے گا تو وہ اللہ کی مدد سے محروم ہوجائے گا، ہاں، اگر حالات مجبور کردے، یا معاشی افادیت غیر تسلی بخش ہوجائے تو ایسی صورت میں متبادل کی تلاش میں رہے اور اس وقت جہاں ملازمت کررہا ہے وہاں دل جمعی سے مفوضہ امور کو انجام دیتا رہے اور دل سے مایوسی کی کیفیت کو نکال دے، کیونکہ رزق کی ذمہ داری اللہ نے خود لے رکھی ہے ''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا'' میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے لئے رزق کا انتظام فرماتے ہیں، یہ اس کا فضل وکرم ہے، یہاں مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک بڑے نکتہ کی بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کو دنیا کے لوگوں اور حکومتوں کی ذمہ داری پر قیاس نہ کرو، دنیا میں اگر کوئی شخص یا کوئی ادارہ آپ کے رزق کی ذمہ داری لے لے تو اتنا کام بہرحال آپ کو کرنا پڑے گا کہ اگر اپنی مقرر جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا ہو تو اس فرد یا ادارہ کو اطلاع دیں کہ میں فلاں تاریخ سے فلاں تاریخ تک فلاں شہر یا گاؤں میں رہوں گا، رزق کے وہاں پہونچنے پہونچانے کا انتظام کیا جائے، مگر حق تعالیٰ کی ذمہ داری میں آپ پر اس کا بھی کوئی بار نہیں کیونکہ وہ آپ کی ہر نقل وحرکت سے باخبر ہے، آپ کے مستقل جائے قیام کو بھی جانتا ہے اور عارضی اقامت کی جگہ سے بھی واقف ہے، بغیر کسی درخواست اور نشان دہی کے آپ کا راشن وہاں منتقل کردیا جاتا ہے (معارف القرآن، جلد۴) اس سے معلوم ہوا کہ خالق نے اپنے مخلوق کے رزق کی ذمہ داری لے رکھی ہے، مگر ظاہری اسباب کے تحت اپنی لگی ہوئی روزی کو بلاسبب ترک نہ کریں اور اگر ترک کرنے پر مجبور کیا جائے تو رہنے پر اصرار بھی نہ کریں، اللہ مسبب الاسباب ہے، آپ کیلئے بہتر انتظام فرمائیں گے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

تعزیہ کی شرعی حیثیت

س: محرم میں تعزیہ بنانا، ڈھول تاشے بجانا، جلوس نکالنا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟ اکابر کے فتاوے کیا ہیں؟

ج: سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیہ بنانا، ڈھول تاشے بجانا اور جلوس نکالنا، یہ سب بدعات وخرافات اور ناجائز وحرام ہیں، اس میں کسی طرح کا تعاون دینا بھی صحیح نہیں ہے، ملاحظہ ہو اکابر کے فتاوے:

مفتی محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ پر رسم تعزیہ داری، سیاہ پوش ہونا، ڈھول تاشے بجانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی اصل کیا ہے؟

اس کے جواب میں فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یقیناً ایک دردناک حادثہ ہے اور خاندان نبوت سے عقیدت ومودت کا تعلق رکھنے والوں کیلئے روح فرسا واقعہ ہے سب کو اس سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے کہ حق پر کس طرح قائم رہنا چاہئے، کسی جابر طاقت کے سامنے جھکنے سے جام شہادت نوش کرنے کا مقام بہت بلند ہے، لیکن یہ انتہائی بدقسمتی اور حرماں نصیبی ہے کہ جرأت اور حق گوئی کا سبق حاصل کرنے کی جگہ پر ان جاہلانہ اور زنانہ مراسم نے قبضہ کرلیا ہے اور اب ان ہی کے ذریعہ حق وفاداری ادا کیا جاتا ہے اور مذکورہ سوال میں بعض چیزیں مکروہ ہیں، بعض بدعت سیئہ ہیں، بعض حرام ہیں، بعض درجہ شرک تک پہونچے ہوئے ہیں، اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ان کا کوئی ربط نہیں ہے، یہ روافض کا شعار ہے ان کی صحبت کا اثر بے علم یا بے عمل اہل سنت والجماعت میں پھیل گیا ہے ان کا بند کرنا ضروری ہے (فتاوی محمودیہ: ۳/۷۷۲)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں: محرم میں ذکر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو، یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں (تالیفات رشیدیہ: ۱۳۲)۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تعزیہ کے ساتھ جو معاملات کئے جاتے ہیں ان کا معصیت وبدعت بلکہ بعض کا قریب بہ کفروشرک ہونا ظاہر ہے، اس لئے اس کا بنانا بلاشک ناجائز ہوگا اور چونکہ معصیت کی اعانت معصیت ہے اس لئے اس میں باچھ یعنی چندہ دینا یا فرش وفروش وسامان وروشنی سے اس میں شرکت کرنا سب ناجائز ہوگا اور بنانے والا اور اعانت کرنے والا دونوں گنہگار ہوں گے (امداد الفتاوی: ۵/۷۲۸)

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ فرماتے ہیں:

''تعزیہ بنانا، اس کی تعظیم کرنا، اس سے منت مرادیں مانگنا چومنا، علم نکالنا، دلدل بنانا، تخت اٹھانا، مینڈھی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، ماتم ونوحہ کرنا، چھاتیاں کوٹنا یہ سب کام ناجائز حرام اور مفضی الی الشرک ہیں، شریعت مقدسہ ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتی، یہ اسلامی توحید اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی تعلیم کے خلاف ہیں اور عقل صحیح بھی ان کی اجازت نہیں دیتی، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے کارناموں میں اس قسم کی فضولیات کا نام ونشان نہیں (کفایت المفتی: ۱/۲۳۵)

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں: ''محرم شریف میں سوگ کرنا حرام ہے (عرفان شریعت: ۱/۷) محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت ناجائز ہے (عرفان شریعت: ۱/۱۶) تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض اور روگردانی کریں اس کی جانب دیکھنا بھی نہیں چاہئے (عرفان شریعت: ۳/۱۵) تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے جو قطعاً بدعت وناجائز اور حرام ہے (رسالہ تعزیہ داری حصہ دوم)

محرم میں شہادت نامہ پڑھنا:

س: عاشورہ کے موقع پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے متعلق واقعہ جو نظم میں ہے، جس کو شہادت نامہ کہا جاتا ہے، اس کو پڑھنا کیسا ہے؟ عام طور پر اس شہادت نامہ میں روایات یا واقعات اور بہت سی من گھڑت باتیں بھی ہوتی ہیں؟ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کا کوئی فتویٰ ہو تو ضرور پیش کریں۔

ج: مذکورہ شہادت نامہ پڑھنا صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

ملاحظہ ہو مولانا احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ: ''شہادت نامے نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں، اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں، ایسے بیان کا پڑھنا، سننا؛ وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور، مجلس میلاد مبارک میں ہو، خواہ کہیں اور، مطلقاً حرام وناجائز ہے۔ خصوصا جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو، جس سے عوام کے عقائد میں زلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے، ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے... یوں ہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود، شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا، نہ کہ بتصنع وزور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شنیعۂ روافض ہیں، جن سے سنی کو احتراز لازم ہے... عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ، بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے، خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب ہی بہ تصنع رونا، بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے، اس کی شناعت میں کیا شبہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۹، صفحہ۶۲، کتاب الحظر والاباحۃ)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 25 مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۸؍جولائی ۲۰۲۴ء روز سوموار

سال نو کی آمد-مرحبا

1445ھ گذر گیا اور ہم 1446ھ میں داخل ہو گیے، یعنی نئے سال کا سورج ہماری زندگی کے مہ وسال سے ایک سال اور کم کرنے والا ہے، ہم موت سے اور قریب ہو گیے، انسان بھی کتنا نادان ہے وہ بڑھتی عمر کا جشن مناتا ہے، مبارک باد پیش کرتا ہے، قبول کرتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ ہماری عمر جس قدر بڑھتی ہے، موت اور قبر کی منزل قریب ہوتی رہتی ہے اور بالآخر وقت موعود آجاتا ہے اور آدمی قبر کی آغوش میں جا سوتا ہے۔ جولوگ صاحب نظر ہیں اور جن کے ذہن میں فکر آخرت رچی بسی ہوئی ہے، وہ گذرے ہوئے سال سے سبق لیتے ہیں، اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں، نئے سال کا استقبال تجدید عہد سے کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری زندگی رب مانی گذرے گی، من مانی ہم نہیں کریں گے، اس عہد پر قائم رہ کر جو زندگی وہ گذارتے ہیں وہ رب کی خوش نودی کا سبب بنتا ہے اور اس کے نتیجے میں بندہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔

نئے سال کی آمد پر ہم لوگ نہ محاسبہ کرتے ہیں اور نہ ہی تجدید عہد، بلکہ ہم میں سے بیش تر کو تو یاد بھی نہیں رہتا کہ کب ہم نئے سال میں داخل ہو گیے، عیسوی کلینڈر سب کو یاد ہے، بچے بچے کی زبان پر ہے، انگریزی مہینے فرفر یاد ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے سے جب چاہیے سن لیجئے؛ لیکن اسلامی ہجری سال، جو اسلام کی شوکت کا مظہر ہے، اس کا نہ سال ہمیں یاد رہتا ہے اور نہ مہینے، عورتوں نے اپنی ضرورتوں کے لئے کچھ یاد رکھا ہے، لیکن اصلی نام انہیں بھی یاد نہیں بھلا، بڑے پیر اور تر تیزی، شب براءت، خالی، عید، بقر عید کے ناموں سے محرم صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان، رمضان، شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ جو اسلامی مہینوں کے اصلی نام ہیں، ان کو کیا نسبت ہو سکتی ہے، ہماری نئی نسل اور بڑے بوڑھے کو عام طور پر یا تو یہ نام یاد نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو ترتیب سے نہیں، اس لیے ہمیں اسلامی مہینوں کے نام ترتیب سے خود بھی یاد رکھنا چاہیے اور اپنے بچوں کو بھی یاد کرانا چاہیے، یاد رکھنے کی سب سے بہتر شکل یہ ہے کہ اپنے خطوط اور دوسری تحریروں میں اسلامی کلینڈر کا استعمال کیا جائے۔ پروگرام اور تقریبات کی تاریخوں میں بھی اس کا استعمال کیا جائے، کیونکہ بعض اکابر اسے شعار اسلام قرار دیتے ہیں اور شعار کے تحفظ کے لیے اقدام دوسری عبادتوں کی طرح ایک عبادت ہے۔

ہجری سال کی تعیین سے پہلے، سال کی پہچان کسی بڑے واقعے سے کی جاتی تھی۔ جیسے قبل مسیح، عام الفیل، عام ولادت نبوی وغیرہ، یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت تک جاری تھا، حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں مجلس شوریٰ میں یہ معاملہ رکھا کہ مسلمانوں کے پاس اپنا ایک کلینڈر ہونا چاہیے۔ چنانچہ مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجرت کے واقعہ سے ہو، چنانچہ سال کا شمار اسی سال سے کیا جانے لگا، البتہ ہجرت کا واقعہ ربیع الاول میں پیش آیا تھا لیکن سال کا آغاز محرم الحرام سے کیا گیا، کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ زمانہ جاہلیت میں بھی تھا۔ اس طرح اسلامی ہجری سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے۔

محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے، جس کا زمانہ جاہلیت میں بھی احترام کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہیں اور یہ اسی دن سے ہیں، جس دن اللہ رب العزت نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار مہینوں کی تفصیل رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم بیان کی ہے، پھر حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ تمام مہینوں میں افضل ترین اللہ کا وہ مہینہ ہے جس کو تم محرم کہتے ہو، یہ روایت سنن کبریٰ کی ہے، مسلم شریف میں ایک حدیث مذکور ہے کہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہ محرم کے ہیں، اس ماہ کی اللہ کی جانب نسبت اور اسے اشہر حرم میں شامل کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس مہینے کی فضیلت شہادت حسین کی وجہ سے نہیں، بلکہ بہت پہلے سے ہے۔

اسی مہینے کی دس تاریخ کو یوم عاشوراء کہا جاتا ہے، رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت کے قبل اس دن کا روزہ فرض تھا، بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق قریش بھی زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس روزہ کا اہتمام فرماتے تھے، یہودیوں کے یہاں اس دن کی خاص اہمیت ہے، کیوں کہ اسی دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گیے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا، معلوم ہوا کہ یہودی فرعون سے نجات کی خوشی میں یہ روزہ رکھتے ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہودیوں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں کہ روزہ رکھیں، لیکن اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے، اس لیے فرمایا کہ تم عاشورا کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو، اس طرح کہ عاشوراء سے پہلے یا بعد ایک روزہ اور رکھو۔ علامہ عینی کے مطابق اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر آئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی اسی دن واپس ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے، حضرت ایوب علیہ السلام کو مہلک بیماری سے نجات ہوئی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو خصوصی حکومت ملی، اور ہمارے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن " غفر له ما تقدم من ذنبه " کے ذریعہ مغفرت کا پروانہ عطا کیا گیا۔ اس طرح دیکھیں تو یہ سارے واقعات مسرت وخوشی کے ہیں اور اس دن کی عظمت وجلالت کو واضح کرتے ہیں، اس لیے اس مہینے کو منحوس سمجھنا، اور اس ماہ میں شادی بیاہ سے گریز کرنا ناواقفیت کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔

یقیناً اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اہل خاندان کے ساتھ شہادت تاریخ کا بڑا الم ناک، کرب ناک اور افسوس ناک واقعہ ہے، جس نے اسلامی تاریخ پر بڑے اثرات ڈالے ہیں، اس کے باوجود ہم اس دن کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ماتم کر سکتے ہیں، اس لیے کہ ہمارا عقیدہ ہے حضرت حسین ؟ اور ان کے خانوادے اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، حق کی سر بلندی کے لیے شہید ہوئے اور قرآن کریم میں ان حضرات کے بارے میں ارشاد ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، البتہ تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے، قرآن انہیں زندہ قرار دیتا ہے، اور ظاہر ہے ہمیں تو مُردوں پر بھی ماتم کرنے، گریباں چاک کرنے، سینہ پیٹنے اور زور زور سے آواز لگا کر رونے سے منع کیا گیا ہے، پھر جو زندہ ہیں، ان کے ماتم کی اجازت کس طور دی جا سکتی ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے

روئیں وہ، جو قائل ہیں ممات شہداء کے
ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیے نکالے جاتے ہیں، تعزیہ نکالنے کی اجازت تو شیعوں کو چھوڑ کر کسی کے یہاں نہیں ہے، پھر جس طرح تعزیہ کے ساتھ نعرے لگائے جاتے ہی یا علی، یا حسین ؟ یہ تو ان حضرات کے نام کی توہین لگتی ہے، حضرت علی، کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسین کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگانا عظمت صحابہ کا تقاضہ اور داماد رسول اور نواسہ رسول کے احترام کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن جلوس میں اس کی پرواہ کس کو ہوتی ہے، اس طرح ان حضرات کا نام ٹیڑھا میڑھا کر کے لیتے ہیں کہ ہمارے باپ کا نام اس طرح بگاڑ کر کوئی لے تو جھگڑا رکھا ہوا ہے، بے غیرتی اور بے حمیتی کی انتہا یہ ہے کہ اسے کار ثواب سمجھا جا رہا ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ اس موقع سے جلوس کے ساتھ بعض جگہوں پر رقاصائیں رقص کرتی ہوئی چلتی ہیں، عیش ونشاط اور بزم طرب ومسرت کے سارے سامان کے ساتھ حضرت حسین کی شہادت کا غم منایا جاتا ہے، اس موقع سے شریعت کے اصول واحکام کی جتنی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں، سب کی موجودگی غیروں کے مذاق اڑانے کا سبب بنتی ہے، اور ہمیں اس کا ذرا بھی احساس وادراک نہیں ہوتا۔

جلوس کے معاملہ میں ہمیں ایک دوسرے طریقہ سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے، تاریخ کے دریچوں سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسین رضی اللہ علیہ کی شہادت کے بعد اس خانوادہ میں بیمار حضرت زین العابدین اور خواتین کے علاوہ کوئی نہیں بچا تھا، یہ ایک لٹا ہوا قافلہ تھا، جس پر یزیدی افواج نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے، ان کے پاس جلوس نکالنے کے لیے کچھ بھی نہیں بچا تھا، تیر، بھالے، نیزے اور عَلم تو یزیدی افواج کے پاس تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزے پر تھا اور یزیدی بزعم خود اپنی فتح وکامرانی کا جلوس لیکر یزید کے دربار کی طرف روانہ ہوئے تھے، ہمارے یہاں جلوس میں جو کروفر اور شان وشوکت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، یہ کس کی نقل کی جا رہی ہے؟ ذرا سوچئے کھلے ذہن سے سوچیے تو معلوم ہوگا کہ ہم کسی اور کی نقل کر رہے ہیں، حسینی قافلہ کی تو اس دن یہ شان تھی ہی نہیں، اس لیے مسلمانوں کو ایسی کسی بھی حرکت سے پرہیز کرنا چاہیے، ایسے جلوس میں نہ خود شامل ہوں اور نہ اپنے بچوں کو اس میں جانے کی اجازت دیں۔

راہل گاندھی کا بے باکانہ خطاب

صدر جمہوریہ دروپدی مرمو کی ایوان کے مشترکہ اجلاس سے خطاب پر پارلیامنٹ میں بحث کے دوران جس بے باکی کے ساتھ راہل گاندھی نے ملکی مسائل بے روزگاری، مہنگائی، اگنی ویر، کسانوں کی تحریک اور ایجنسیوں کے غلط استعمال پر روشنی ڈالی اور حکمراں جماعت کو گھیرے میں لیا، اس نے پورے ہندوستان کے لوگوں کے دل کو جیت لیا، ان کے مخالفین بھی اس تقریر کی تعریف پر خود کو مجبور پا رہے ہیں، حکومت کے خلاف یہ تقریر اس قدر مؤثر اور مواد سے بھرپور تھی کہ ڈیڑھ گھنٹے سے زائد جاری حزب مخالف کے لیڈر کی ایوان کی اس تقریر کے دوران وزیر اعظم کو دو، وزیر داخلہ امیت شاہ کو تین، وزیر دفاع رجناتھ سنگھ اور شیوراج سنگھ چوہان کو ایک ایک بار مداخلت کرنی پڑی، حد تو تب ہو گئی، جب اسپیکر اوم برلا کو بھی اپنی صفائی میں راہل گاندھی کی تقریر روک کر بیان دینا پڑا، راہل گاندھی نے جب یہ کہا کہ اسپیکر بھی جانب داری برتتے ہیں۔ انہوں نے اپنے انتخاب کے دن وزیر اعظم نریندر مودی کو جھک کر آداب کیا اور مجھے کھڑے کھڑے، اس پر اسپیکر ضبط نہیں کر سکے اور کہا کہ ہماری تہذیب ہے کہ بڑوں سے جھک کر ملا جائے، بلکہ ان کے پاؤں بھی چھوئے جائیں، اور برابر والوں سے یا کم عمر والوں سے برابری سے ملا جائے۔ میں نے اس ہندوستانی تہذیب اور سنسکرتی کا پالن کیا، ان کے خاموش ہوتے ہی راہل گاندھی نے یہ کہہ کر سب کی بولتی بند کر دی کہ پارلیامنٹ کے اندر اسپیکر سے بڑا کوئی نہیں ہوتا۔

راہل گاندھی نے دوٹوک لفظوں میں کہا کہ ہندو صرف بی جے پی اور آر ایس ایس کے لوگ نہیں ہیں، جو نفرت اور خوف پھیلانے کا کام کرتے ہیں، ہندو اور بھی لوگ ہیں جو شیو کو مانتے ہیں، وہ نفرت کی بات نہیں کرتے، اس پر خوب ہنگامہ ہوا، لیکن راہل گاندھی نے اس پورے ہنگامہ کے بعد پھر اپنی تقریر جاری رکھی، اور حکومت کو آئینہ دکھانے کا کام مضبوط انداز میں کیا۔ انہوں نے شیو اور گرو گوبند سنگھ کی تصویر بھی دکھائی، جس پر اسپیکر نے اعتراض کیا، راہل نے کہا کہ جب ایوان میں دوسری تصویریں دکھائی جا سکتی ہیں تو شیو اور گرو کی تصویر کیوں نہیں دکھائی جا سکتی۔ راہل گاندھی کی پوری تقریر کے دوران پارلیامنٹ کی کاروائی کے ضابطہ کی کاپی بار بار دکھائی گئی، خود اسپیکر نے ضابطوں کا ذکر کیا، گو ان لوگوں کے منہ سے ضابطہ کی پابندی ایک مذاق ہی معلوم ہوتا تھا، جنہوں نے اپنی دس سالہ مدت میں صرف پارلیمانی ضابطہ کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی تھیں۔

اسپیکر نے رکارڈ سے راہل گاندھی کی تقریر کا بڑا حصہ حذف کروا دیا، اس طرح انہوں نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ وہ غیر جانب دار نہیں، اقتدار کے طرفدار ہیں، پارلیمانی جمہوریت کے لیے یہ بڑی خطرناک بات ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمد ادریس رح

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سابق مبلغ مولانا محمد ادریس بن حاجی اسماعیل بن حاجی غلام رسول ساکن نیما ڈیہہ، ڈاکخانہ کرماٹانڑ ضلع جام تاڑہ جھارکھنڈ نے ۲۰؍جون ۲۰۲۴ء مطابق ۱۳؍ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ بروز جمعرات بوقت ساڑھے نو بجے صبح اپنے گھر میں آخری سانس لی، وہ شوگر اور قلب کے پرانے مریض تھے، دوبار احمد آباد میں ہارٹ کا آپریشن ہو چکا تھا، بظاہر ہارٹ اٹیک نے آخری سفر پر روانہ کر دیا، گھر میں دو دن بعد لڑکا، لڑکی کی شادی تھی، لیکن وہ محبوب حقیقی کے پاس پہونچ گیے، ملک الموت دو دن انتظار نہیں کر سکتا تھا، اور یہ اس کے بس کی بات بھی نہیں تھی، کیوں کہ موت کا وقت من جانب اللہ متعین ہوتا ہے اور جب وہ آجائے تو منٹوں، سکنڈوں کی تاخیر نہیں ہوتی،

ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر .

جنازہ کی نماز دوسرے دن بروز جمعہ ان کے بڑے صاحب زادہ مولانا محمد ازہر صاحب، معلم دار القضاء جمشید پور نے نو بجے صبح پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کے حکم اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی کی ہدایت پر امارت شرعیہ کے ایک مؤقر وفد جو قاضی شریعت آسنسول مولانا زبیر ومعاون قاضی مولانا سعید اسعد قاسمی، قاضی شریعت جام تاڑہ مولانا نظام الدین اور معاون قاضی شریعت جمشید پور مولانا افروز سلیمی پر مشتمل تھا نے شرکت کی اور حضرت امیر شریعت کا تعزیتی پیغام وارثین تک پہونچایا۔ پس ماندگان میں اہلیہ تین لڑکا اور چار لڑکی کو چھوڑا۔

مولانا محمد ادریس صاحب ۱۵؍جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۶؍دسمبر ۱۹۵۹ء کو اپنے آبائی گاؤں نیما ڈیہہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مدرسہ کاشف العلوم الگ چواں ضلع جام تاڑہ میں پائی، یہاں انہوں نے حاجی مولوی محمد لقمان صاحبؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، اور گلستاں بوستاں تک کی تعلیم یہیں پائی، آگے کی تعلیم کے لیے انہوں نے خادم العلوم باغوں والی، ضلع مظفر نگر میں داخلہ لیا اور عربی اول دوم کی تعلیم یہاں حاصل کی، عربی سوم کی کتابیں مدرسہ محمودیہ سروٹ، ضلع مظفر نگر میں پڑھ کر ۱۹۷۵ء میں دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور دورۂ حدیث سے ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں فراغت پائی، ایک سال تخصص فی التفسیر میں لگا کر وطن لوٹ آئے۔ ۱۹۸۱ء میں مولانا قاری محمد ایوب صاحب مظاہریؒ نے انہیں قاضی مجاہد الاسلام قاسمی نور اللہ مرقدہ سے ملایا، حضرت قاضی صاحبؒ نے انٹرویو لیا اور مطمئن ہونے کے بعد ۱۹/۹/۱۹۸۱ء کو ان کی بحالی بحیثیت مبلغ امارت شرعیہ میں عمل میں آئی، مولانا نے اپنی پوری زندگی امارت شرعیہ کے لیے وقف کر دی، ۲۰۲۲ء تک امارت شرعیہ سے منسلک ہو کر خدمات انجام دیتے رہے، سبکدوشی کے بعد گھر پر فروکش ہو گیے تھے، پاؤں میں تکلیف رہا کرتی تھی، پھر بھی جو ممکن ہوتا گھر پر رہ کر سماجی خدمات انجام دیتے رہے، انہوں نے اپنی مدت ملازمت میں احمد آباد کے سرخیز روڈ میں فساد متاثرین کے لیے امارت شرعیہ نے جو کالونی بنوائی تھی اس کی نگرانی وغیرہ ان کے ذمہ تھی، اس کے قبل بھاگلپور فساد میں بھی انہوں نے امارت شرعیہ کی طرف سے مضبوط ریلیف کا کام کیا تھا اور یقیناً یہ جان جوکھم میں ڈالنے والا کام تھا، اسی طرح گریڈیہہ امارت پبلک اسکول کی موجودہ عمارت کے کسٹوڈین وہی تھے، انہوں نے گریڈیہہ امارت پبلک اسکول کو زمین پر کھڑا کرنے میں مولانا ابو الکلام شمسی صاحب کے ساتھ مل کر بڑی جدوجہد کی، علالت کے باوجود کسی موقع سے امارت شرعیہ ان سے کوئی خدمات لینا چاہتی تو خوش دلی سے اسے انجام دیتے، علاقہ میں وفد کا دورہ ہوتا تو بیت المال کے استحکام کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے۔

میری ملاقات مولانا سے امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوئی، ابتدا میں جو شعبے میرے ذمہ کیے گیے ان میں شعبہ تبلیغ و تنظیم بھی تھا، اس طرح وہ بلا واسطہ مجھ سے منسلک ہو گیے، ان کی کارکردگی دیکھ کر خوشی ہوتی، بعد میں ان کا حلقہ دھنباد طے ہو گیا تھا اور بڑا وقت ان کا اسی حلقہ میں لگا کرتا تھا، ان کا سفر دھنباد کے ہر علاقے اور گاؤں کا ہوا کرتا تھا، جس سے امارت شرعیہ کو اس علاقہ میں استحکام ملا، اور بڑی تعداد میں معاونین پیدا ہوئے، ان کا قیام دفتر دار القضاء دھنباد میں ہوتا، میں جب ذیلی دفتر کے جائزہ کے لیے جاتا یا وہ حساب جمع کرنے امارت شرعیہ آتے تو ملاقات ہوتی، وہ ایک خوش اخلاق، ملنسار آدمی تھے، دھنباد، جام تاڑہ وغیرہ کے کئی دورۂ وفود میں میرا ان کا ساتھ رہا، وہ قائد وفد کا پورا خیال رکھتے، اور ہر وقت سمع وطاعت کا مظاہرہ کرتے، کوئی بات ان کو کہنی ہوتی تو مہذب انداز میں کہتے، الفاظ میں سختی اور لہجے میں کرختگی نہیں ہوتی، بات مان لی گئی تو خوش، نہیں مانی گئی تو بھی خوش، اس بات پر کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی۔ میرا جب بھی جام تاڑہ علاقہ میں جانا ہوا، ان کے یہاں ضرور حاضر ہوتا اور وہ دروازہ پر شاداں فرحاں استقبال کے لیے اپنے بھائی وغیرہ کے ساتھ کھڑے ہوتے، اس بات کا اظہار کرتے کہ مجھے امید تھی کہ آپ ضرور آئیں گے، پرتکلف دسترخوان سجاتے اور ناشتے پر دنیا جہاں کی باتیں ہوتیں، وہ امارت شرعیہ کے اکابرین کے انتہائی معتمد تھے، مولانا سہیل احمد ندویؒ سابق نائب ناظم امارت شرعیہ اور مولانا محمد اسلام قاسمیؒ استاذ دار العلوم وقف سے ان کا یارانہ تھا، اور ہر معاملات ومسائل میں ایک دوسرے سے مشورہ ہوتا رہتا تھا، مولانا محمد اسلام قاسمیؒ کی وفات پر انہوں نے ایک مضمون بھی لکھا تھا، مختصر میں اپنا سوانحی خاکہ بھی تعارف کے طور پر لکھا تھا۔

مولانا کی نانی ہال کرماٹانڑ تھی، اور سسرال گرواپھکبندی ضلع جام تاڑا تھا، سسر شریف حسین انصاری تھے، اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ میں برکت دی اور آج بھرا پورا خاندان موجود ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے آمین یارب العالمین

کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حیات مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ رح

مولانا ڈاکٹر محمد عالم قاسمی بافیض عالم دین ہیں، لکھتے ہیں، بولتے ہیں، پڑھتے ہیں، مجلس میں مشورے دیتے ہیں، امامت وخطابت کے ساتھ تنظیمی ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہیں، مستعلقی انداز اور وضع قطع کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں، ان کے چہرے پر خشونت اور کرختگی کے آثار کبھی میں نے نہیں دیکھے، جب بھی ملتے ہیں، ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے، خندہ رو، خندہ جبیں، ایسے انسان سے مل کر دل خود بخود ان کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے، محبت میں اسیری کے لیے اب تک کوئی ضابطہ اور اصول نہیں بنایا گیا ہے، یہ قلبی کیفیت کسی پر بھی طاری ہو جاتی ہے، آپ پھڑ پھڑاتے رہیے، نکل نہیں سکتے، قلب کی گرفتاری میں ضمانت ملنے کی بھی کوئی دفعہ اب تک جوڑی نہیں جا سکی ہے۔

مولانا محمد عالم قاسمی صاحب سے میرا تعلق کچھ ایسا ہی ہے، پہلے اس قربت کے مظاہرے درس قرآن اور جلسۂ دستار بندی میں دیکھنے کو ملتے تھے، اب محبت ان ظاہری چیزوں سے اوپر ہو گئی ہے، اس راہ میں ایک مرحلہ وہ بھی ہوتا ہے جب شاعر کو کہنا پڑتا ہے کہ ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
ایک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

قلب جب عشق مجازی میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کو کسی صاحب نسبت بزرگ سے تحریک مل جاتی ہے تو یہ عشق حقیقی کی طرف گامزن ہو جاتا ہے، پھر کائنات کے سربستہ رازوں کی عقدہ کشائی بھی ہوتی ہے اور معرفت کی منزلیں بھی اسے نصیب ہو جاتی ہیں، ایسا شخص خود کو بھی پہچاننے لگتا ہے، اور رب کو بھی۔

یہ تمہید یہ بتانے کے لیے باندھی گئی ہے کہ مولانا محمد عالم قاسمی کی توجہ ان دنوں تصوف کی طرف زیادہ ہے، ان کی ایک کتاب ''تصوف کا ایک اجمالی جائزہ'' پہلے طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہے، اس بار ''حیات مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ'' کے نام سے شمالی بہار کی معروف، مقبول اور بافیض، علمی وروحانی شخصیت کی سوانح اور خدمات پر مشتمل ایک کتاب لائے ہیں، حضرت گڑھولویؒ پر مستقل کوئی کتاب دستیاب نہیں ہے، البتہ مختلف کتابوں میں جستہ جستہ ان کے احوال ملتے ہیں، ایک تفصیلی مقالہ بشیر احمد شاداں فاروقی کا ہے جو ''نسیم شمال'' کا حصہ ہے اور وہ ابھی حال میں خانقاہ مجیبیہ سے طبع ہو کر آئی ہے۔

مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ نے کسی کو خلافت نہیں دی تھی، البتہ کچھ تبرکات شاہ نور اللہ پنڈت جی کے حوالہ کیا تھا، سلسلہ کے لوگوں نے اسے خلافت ومجاز بیعت کے قائم مقام سمجھا، چنانچہ شاہ نور اللہؒ پنڈت جی کے ذریعہ ان کا سلسلہ ہندو پاک میں پھیلا، حاجی منظور صاحب مصرولیا، مولانا احمد حسن منوروا شریف، حضرت علی احمد رحمہم اللہ نے اس سلسلہ کو فروغ بخشا ہمارے عہد میں اس سلسلے کی نامور شخصیت میں حضرت مولانا شمس الہدیٰ راجوی دربھنگوی، حضرت محفوظ بابو منوروا شریف، مولانا اختر امام عادل، مولانا مظہر کریمی وغیرہ کا نام آتا ہے اس وقت حضرت مولانا شمس الہدیٰ راجوی اس سلسلے کے سرخیل اور ہم سب کے مقتدیٰ ہیں، اس سلسلے کی بڑی خاص بات یہ ہے کہ ان کے بزرگوں کے یہاں ہٹو، بچو کا مزاج نہیں ہے، سادی زندگی، سادہ بود وباش اور سادگی سے ملنا ان حضرات کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ ان حضرات سے ملنا آسان، اپنی پریشانیوں کا رکھنا آسان، نہ کوئی مصنوعی رعب اور نہ دبدبہ، جو چاہے دروازہ کھٹکھٹا دے اور جب چاہے مل لے، اس کی وجہ سے فیضان عام ہوتا ہے اور فیض یابی سہل تر۔

مولانا محمد عالم قاسمی نے علمی وروحانی دنیا پر بڑا احسان کیا کہ مولانا گڑھولویؒ کی سوانح مکمل حوالہ جات سے مزین تیار کر دی ہے، جس کی وجہ سے سلسلہ کے عاشقان کے لیے حضرت کے احوال وآثار سے واقفیت کے ساتھ ان کے عمل سے روح کشید کر کے اپنی زندگی کو سیراب کرنا اور اس سے بقدر ظرف واستطاعت فیض حاصل کرنا آسان ہو گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے سوانح نگاری کے جدید اسلوب کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، کیف ما اتفق واقعات واحوال نہیں جمع کیے گیے ہیں، بلکہ معلومات کو ہر باب کے تحت مناسب جگہ دی گئی ہے۔

پہلا باب تو ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور شمالی بہار میں آثار کے عنوان سے ہے، یہ ان دنوں جامعاتی طریقہ ہے کہ جب کسی پر کچھ لکھا جاتا ہے تو اس کے پہلے، اس زمانہ کے احوال وآثار پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور قاری کے ذہن کو اس کے لیے تیار کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جو کام ہوا، اس کی اہمیت کیا اور کس قدر ہے؟ مثلاً حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمات پر کوئی گفتگو کرنی ہے تو اکبر کے دور اور اس کے دین الٰہی پر بات کرنی ہی ہوگی، تبھی حضرت کی خدمات کی اہمیت واضح ہو پائے گی، یہ پہلا باب اسی پس منظر میں ہے، اسے موضوع سے خارج نہیں سمجھنا چاہیے۔

باب دوم میں حالات زندگی، باب سوم میں اہم معاصرین، باب چہارم میں علمی کاموں کا جائزہ، اور اخیر باب میں بحیثیت صوفی حضرت گڑھولوی کے مقام ومرتبہ کی تعیین کی کوشش کی گئی ہے، اس کے بعد ماخذ ومراجع کی طویل فہرست ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مولانا محمد عالم قاسمی نے حضرت کے احوال وآثار کو جمع کرنے کے لیے چیونٹی کے منہ سے دانہ دانہ نکالنے کا کام کیا ہے، یہ کام انتہائی پتہ ماری کا ہے، مولانا نے اپنی ہمہ جہت مشغولیات کے باوجود اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچایا یہ خود قابل ستائش اور لائق تقلید ہے۔

سلسلہ کے رفقاء کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً اس اہم کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے، اس سے روح میں تازگی اور دل ودماغ میں ان بزرگوں کا فیض پہونچ کر دل کی دنیا کے بدلنے اور راہ راست پر استقامت کی توفیق ملے گی۔ بزرگوں کے احوال وآثار مطالعہ عملی زندگی کو مہمیز کرنے میں کیمیا اثر ثابت ہوتا ہے، اس کا ادراک کچھ ہی لوگ کر سکتے ہیں، جو اس راہ کے راہی ہیں، حضرت تھانویؒ کے بیعت شرائط میں ان کے ملفوظات، مواعظ کا مطالعہ کرنا بھی شامل تھا۔

میں اس اہم کتاب کی تصنیف پر مولانا کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو عام وتام فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍ : مولانا رضوان احمد ندوی

قاضی کا انصاف: غیاث الدین تغلق دہلی کا بادشاہ تھا، بہت نیک دل اور انصاف پسند، ایک مرتبہ بادشاہ شکار کھیلنے گیا، اس نے کسی شکار پر تیر چلایا، لیکن اتفاق سے تیر ایک بچے کو جالگا، دیکھتے ہی دیکھتے بچے کی روح نکل گئی، جب بچے کی بوڑھی ماں کو یہ خبر لگی تو وہ روتی تڑپتی قاضی کے دربار میں پہنچی، اُس وقت سب سے بڑے قاضی تھے قاضی سراج الدین، قاضی نے بڑھیا کی فریاد سننے کے بعد کہا کہ کل کچہری میں آنا، تمہیں انصاف ملے گا، اس کے بعد قاضی نے اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کیا تم میں اتنی عقل اور ہمت ہے کہ ہمارے سمن بادشاہ کے محل تک پہنچا سکو، بادشاہ کا نام سن کر غلام گھبرایا، لیکن وہ سمن لے کر محل تو پہنچ گیا مگر بادشاہ کے سامنے حاضر ہونے کی ہمت اُس میں نہ تھی، اُسے ایک ترکیب سوجھی، وہ جھروکہ کے نیچے کھڑا ہوا اور اذان دینی شروع کردی، جب بے وقت اذان کی آواز بادشاہ کے کانوں میں پڑی تو بادشاہ نے اپنے غلاموں کو دوڑایا کہ کون ہے جو بے وقت اذان دے رہا ہے، اُسے ہمارے سامنے حاضر کرو، چنانچہ بادشاہ کے آدمی قاضی کے غلام کو بادشاہ کے سامنے لے گئے، غلام نے بادشاہ کو سلام کرنے کے بعد کہا کہ گستاخی معاف کی جائے، قاضی کا شہر کا حکم ہے کہ آپ کو کل ایک مقدمے کے سلسلے میں کچہری میں حاضر ہونا ہے، بادشاہ نے غلام کی عقلمندی کی تعریف کی اور کہا کہ جاؤ، کل وقت مقررہ پر کچہری میں حاضر ہوجائے گا، شہر میں کہرام مچ گیا کہ بادشاہ پر مقدمہ چلے گا، وقت سے پہلے ہی کچہری عوام سے کھچاکھچ بھر گئی، وقت مقررہ پر بادشاہ سادہ لباس میں کچہری میں حاضر ہوا، لیکن اس کی تعظیم کو کوئی نہ اٹھا، بادشاہ ایک ملزم کی حیثیت سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔

قاضی نے بڑھیا سے کہا کہ اپنی بات کہو، بڑھیا نے روتے ہوئے اپنا دکھڑا سنایا، قاضی نے بادشاہ سے پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کے تیر سے اس بڑھیا کا اکلوتا بیٹا مارا گیا ہے، بادشاہ نے اس بات کا اقرار کیا، قاضی نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ بادشاہ اس بڑھیا کے بیٹے کی طرح تادمِ زندگی خدمت کرنا قبول کرے، ورنہ سزا بھگتنے کو تیار رہے، بادشاہ نے قاضی کا فیصلہ مانتے ہوئے پوری زندگی بڑھیا کی خدمت کرنا قبول کرلیا، عدالت برخواست ہوگئی، قاضی اپنی جگہ سے اُٹھا، بادشاہ کو ادب سے سلام کیا، بادشاہ نے قاضی کو گلے لگالیا اور اپنے کپڑوں میں چھپی تلوار نکال کر قاضی کو دکھاتے ہوئے کہا، اگر آج آپ صحیح انصاف نہ کرتے اور میرا خوف کھا جاتے تو میں آپ کی اس تلوار سے گردن اُڑا دیتا، یہ سن کر قاضی نے اپنا کوڑا نکال کر بادشاہ کو دکھاتے ہوئے کہا، اگر آج آپ عدالت کا فیصلہ نہ مانتے تو اس کوڑے سے آپ کی کھال اُدھیڑ دی جاتی۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا، مجھے آپ پر فخر ہے، سچا قاضی وہی ہے جو بادشاہ اور رعایا میں انصاف کے معاملے میں فرق نہ کرے۔

حضرت عمرؓ کا ایک بڑھیا کی خدمت کا واقعہ: ایک مرتبہ حضرت طلحہؓ رات میں نکل پڑے، کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک گھر میں گھس گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد نکل آئے، جب صبح ہوئی تو طلحہؓ اس گھر میں آئے جس میں حضرت عمرؓ کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا، دیکھا کہ ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی ہے، طلحہؓ نے ان سے پوچھا کہ آخر عمرؓ رات میں تمہارے پاس کیوں آتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ شخص رات میں ہمارے پاس محض اس لیے آتا ہے کہ اس نے ہم سے ہمارے کام کرنے کا معاہدہ کر رکھا ہے کہ وہ ہمارے گھر میں درستگی اور اصلاح کرے گا اور پریشانیوں کو دور کرے گا۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جب شام سے مدینہ تشریف لائے تو آپ لوگوں سے الگ تھلگ رہے تاکہ رعایا کے حالات سے آگاہ ہوجائیں، آیا ان کو کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہے، اچانک آپ ایک جھونپڑی کے قریب سے گزرے، جس میں ایک بڑھیا زندگی بسر کررہی تھی، بڑھیا نے کہا کہ اے فلاں! عمرؓ فاروق اس وقت کیا کررہے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آج کل عمرؓ مدینہ میں ہیں اور ملک شام سے خیریت سے واپس آگئے ہیں، بڑھیا نے کہا کہ عمر فاروق کو اللہ میری طرف سے صلہ نہ دے۔

خود حضرت عمر فاروقؓ یہ کہتے ہیں کہ بڑھیا نے اس قسم کا جواب شاید اس لیے دیا کہ جس وقت سے عمرؓ کو امیر المومنین بنایا گیا تھا ان کی طرف سے کوئی تعاون، تحفہ یا ہدیہ بڑھیا کے پاس نہیں پہنچا تھا اور نہ نقد خدمت درہم یا دینار ان کی طرف سے وصول ہوئے، بڑھیا نے جواب دیا کہ واہ واہ سبحان اللہ کسی کو امیر المومنین بنایا جائے گو اس کی رعایا کی وسعت مشرق و مغرب تک کیوں نہ ہو اور اسے اپنی رعایا کا حال معلوم نہ ہو، بس یہ سننا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ رونے لگے اور یوں کہتے تھے ہائے عمر! تجھے اتنی بھی بیداری نہیں کہ بڑھیا کا خیال رکھ سکے چہ جائیکہ ہر شخص کا، تو تو بہت ہی نادان ہے اور ہر آدمی تجھ سے زیادہ عقلمند ہے، بعد میں حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے یہ کہا کہ اللہ کی بندی تو عمر سے اپنی اس تنگی و مجبوری کو کتنے میں فروخت کرے گی؟ اس لیے کہ میں جہنم کی بہ نسبت یہاں زیادہ قابلِ رحم ہوں، بڑھیا نے کہا: عمر تم پر خدا رحم کرے، کیوں مجھ سے مذاق کررہے ہو؟ عمرؓ نے کہا: کہ میں مذاق نہیں کررہا ہوں، پھر آپ نے اس سے ۲۵؍دینار میں خرید لیا، بس یہ گفتگو خادم اور مخدوم کے درمیان جاری تھی کہ اتنے میں حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود تشریف لائے، ان دونوں نے کہا السلام علیکم یا امیر المومنین! بس یہ سننا کہ اب کیا ہوگا تو نے تو امیر المومنین کو اس کے سامنے ہی بہت کچھ بُرا بھلا کہا، عمر فاروقؓ نے کہا کوئی بات نہیں، پھر آپ نے ایک کاغذ کچھ لکھنے کے لیے مانگا، لیکن انہوں نے نہ ملنے کی وجہ سے اپنی گدڑی سے ایک ٹکڑا اپھاڑ کر یہ تحریر فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عمرؓ نے فلاں بڑھیا کے شکوۂ ظلم کو اس دن سے جس دن سے اُسے والی بنایا گیا ہے، ۲۵؍دینار میں اتنے یوم کے لیے خرید لیا ہے، اس لیے جو کچھ بھی یہ قیامت کے دن عمرؓ کے بارے میں دعویٰ کرے گی تو عمرؓ اس سے بری رہے گا، اس واقعہ کے وقت حضرت علی ابن ابی طالب وعبداللہ بن مسعودؓ حاضر تھے، اتنے میں آپ نے ابن عمرؓ کو بلایا اور وہ تحریر اس کے سپرد کردی اور یہ وصیت کی کہ جس وقت میں مرجاؤں اسے میرے کفن میں رکھ دیا جائے، اسی حالت میں اپنے رب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

ایک بادشاہ کی سبق آموز حکایت: مورخوں نے ایک بادشاہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ اکثر بیمار رہا کرتا تھا، نیند نہ آنا اس کا خاص مرض تھا، اطباء نے اس کو سیر وتفریح کا مشورہ دیا تھا، ایک مرتبہ وہ اپنے محل میں ٹہل رہا تھا، اس نے ایک لکڑہارے کو دیکھا کہ وہ نہر کے کنارے آیا، اپنے سر سے لکڑی کا گٹھرا اتارا، منہ ہاتھ دھوئے اور تھیلے سے دو روٹی نکالی، سکون سے کھایا پیا اور نہر کے کنارے لیٹ گیا اور خراٹے لے کر سونے لگا، بادشاہ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا، بیمار بادشاہ اس کو دیکھ کر بڑی حسرت سے کہنے لگا کہ کتنی اچھی زندگی ہے، اس لکڑہارے کی، کاش میری بھی ایسی ہی زندگی ہوتی کہ وہ سکون سے پیٹ بھر کھانا کھایا اور جی بھر کر سویا، میں تو کھانے اور سونے کو ترستا ہوں، نیند نہیں آتی، میں تو اس پر راضی ہوں کہ میری پوری حکومت یہ لے لے اور میں اس کی جگہ ہوجاؤں، ارے جسے پیٹ بھر کے کھانا نصیب ہوجائے، سکون سے سونے کی جگہ مل جائے، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، سب کچھ مال ودولت اور حکومت ہی نہیں ہے، صحت وتندرستی، پیٹ بھر کھانا اور سونا، دلی سکون، یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ حکومت خرچ کرنے سے بھی نہیں ملتی، جس کو نصیب ہو، چاہے وہ چٹنی روٹی ہی کھاتا ہو، اللہ کی بڑی نعمت اس کو حاصل ہے، وہ لکھ پتیوں اور کروڑ پتیوں سے زیادہ آرام میں ہے، اس کو ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنی اس حالت پر راضی اور قانع ہونا چاہئے۔

صبر واخلاق سے درجات کی بلندی: ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کی بیوی نہایت بدمزاج اور بداخلاق تھی۔ خود تو وہ بڑے شریف، بااخلاق تھے؛ لیکن پالا پڑا ایسی بیوی سے جو نہایت بداخلاق اور بدزبان تھی۔ بہت پریشان رہتے تھے، کڑھتے تھے، اور اسی سے ان کو ترقی ہوئی۔ ان کے متعلقین نے ان کو مشورہ دیا کہ اس کو چھوڑ دیجئے، طلاق دے دیجئے، اللہ تعالیٰ اس سے اچھی بہت سی عورتیں دے گا۔ ان بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی جانتا ہوں، سمجھتا ہوں، لیکن میں تو صرف یہ سوچتا ہوں کہ اگر میں اس کو چھوڑ دوں، تو مجھے تو دوسری مل جائے گی لیکن اس کو کوئی قبول نہ کرے گا، اس کا کیا ہوگا؟ اس کی زندگی برباد ہوگی، اور اگر کسی نے اس کو قبول بھی کرلیا تو وہ دوسرا بھی اسی طرح پریشان ہوگا، جس طرح میں پریشان ہوں، میں کیوں کسی کی پریشانی کا سبب بنوں؟ میں ہی سب کچھ برداشت کرلوں۔ اس صبر وحلم اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی کے جذبہ سے ان بزرگ کو بہت ترقی ہوئی، کتنے درجے بلند ہوئے۔ بزرگی صرف نماز وروزے اور تہجد پڑھنے ہی کا نام نہیں ہے، درجات کی بلندی تو صبر واخلاق سے ہوتی ہے، اور صبر اس وقت ہوتا ہے جب صبر کرنے والے کو حالات سے سابقہ پڑتا ہے۔ زندگی بھر اللہ کے بندوں نے ایسے حالات پر صبر کیا اور نباہا ہے، اور اس طرح اپنے نفس کو سمجھایا ہے۔ اگر کسی کی بیوی کالی کلوٹی، بدصورت، بداخلاق ہے تو صبر کرلے، نباہ کرلے۔ دنیا ہے کتنے روز کی؟ یہاں کی زندگی تو کٹ ہی جائے گی، جنت میں اللہ تعالیٰ حسین وجمیل بیوی دے گا۔ وہاں سب گوری اور یک رنگ کی ہوں گی، ایک عمر کی ہوں گی، ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت ہوگی۔ دنیا میں کتنی ہی کالی کلوٹی ہو، جنت میں سب خوبصورت ہوں گی۔ جنت میں حسن کا بازار ہوگا، جس میں صرف حسن بڑھایا جائے گا، جب مرد گھر میں اپنی بیوی کے پاس آئے گا تو وہ کہے گی کہ آپ پہلے سے زیادہ خوب صورت لگ رہے ہیں، وہ کہے گا تم بھی پہلے سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو۔ اس بازار میں جاتے ہی سب کے حسن میں اضافہ ہوجائے گا۔ ایسے حسین وجمیل چمکتے ہوئے چہرے ہوں گے کہ مرد کو عورت کے جسم میں اپنا آئینہ اور عورت کو مرد کے جسم میں اپنا آئینہ نظر آئے گا۔ جنت میں سبھی خوبصورت ہوں گے، کوئی بداخلاق اور بدصورت نہ ہوگا۔ وہاں کوئی تکرار اور رنج وغم کی بات نہ ہوگی، کوئی لغو اور نزاع کی بات نہ ہوگی۔ یہاں کی بدصورت، بداخلاق بیوی، وہاں نہایت پاکیزہ اخلاق والی اور نہایت خوبصورت ہوگی۔

شیخ عبدالواحد کا قصہ: ایک بزرگ گذرے ہیں، شیخ عبدالواحد؛ انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ جنت میں مجھے جو حور ملنی ہے اس کو دنیا میں ہی دکھلا دیجئے۔ ان کو کشف ہوا کہ فلاں جنگل میں جاؤ، وہاں میمونہ نامی ایک باندی ہے، کالی کلوٹی، بدصورت۔ بکریاں چرارہی ہوگی، وہی تمہاری جنت کی حور ہے۔ یہ سفر کرکے جنگل پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک بدصورت عورت بکریاں چرارہی ہے۔ یہ قریب پہنچے اور جاکر سلام کیا، تو دیکھا کہ نماز پڑھ رہی ہیں اور بکریاں اور بھیڑیے ساتھ چر رہے ہیں۔ قریب سے دیکھا بالکل حبشی، کالی کلوٹی، بدصورت ہے۔ اس نے کہا عبدالواحد ملاقات کا وعدہ جنت میں ہے، یہاں کیسے آگئے؟ شیخ نے کہا کہ آپ کو میرا نام کس نے بتلا دیا؟ انہوں نے کہا جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے، اسی نے نام بتادیا۔ شیخ نے کہا کہ یہ بھیڑیے اور بکریوں سے دوستی کب سے کرلی، دونوں ساتھ چر رہے ہیں؟ میمونہ باندی نے کہا جب سے میں نے اپنے پروردگار سے دوستی کرلی ہے، جو اپنے خالق کی فرماں برداری کرتا ہے، تو مخلوق اس کی فرماں برداری کرتی ہے۔

اللہ والوں کی صحبت: ابوحازم اپنے وقت کے بہت مشہور صاحبِ علم گذرے ہیں، ایک مرتبہ خلیفۂ وقت سلیمان بن عبدالملک نے ان کو قصرِ خلافت میں مدعو کیا اور کہنے لگا کہ "اے ابوحازم! کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟" ابوحازم نے جواب دیا کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ تم لوگوں نے زندگی کو آباد کرلیا ہے اور آخرت کو ویرانہ بنادیا ہے، اسی لئے آبادی سے ویرانہ کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہو۔ سلیمان بن عبدالملک: آپ نے صحیح فرمایا، لیکن یہ تو ارشاد فرمائیے کہ اب اللہ کی طرف کیسے متوجہ ہوا جائے؟ ابوحازم: نیکوکار کی مثال ایسی ہے جو اپنے اہل وعیال سے دور رہا ہو اور پھر آگیا ہو، لیکن جس کی زندگی بدی ہی میں کٹی ہو تو اس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جو اپنے آقا کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبدالملک رونے لگا اور کہا اے کاش! ہمارا بھی کوئی مقام خدا کے یہاں ہوتا! ابوحازم: اے خلیفہ! اپنے آپ کو کتاب اللہ کی ترازو پر رکھو تو خود بخود معلوم ہوجائے گا کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ سلیمان بن عبدالملک: اور یہ مقام کس آیت میں واضح ہوگا؟ ابوحازم: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْاَبْـرَارَ لَـفِـیْ نَعِیْمٍ ○ وَ اِنَّ الْـفُـجَّـارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ" (الانفطار: ۱۳–۱۴) سلیمان: لیکن یہ اللہ کی رحمت کہاں ہے؟ ابوحازم: "اِنَّ رَحْـمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ" (الاعراف: ۵۶) سلیمان: اے ابوحازم! ہمارے لئے دعاء کیجئے! ابوحازم: اے پروردگار! اگر سلیمان بن عبدالملک تیرا دوست ہے تو اس کو بھلائی کی توفیق عطا فرما! اور اگر تیرا دشمن ہے تو اس شخص کی پیشانی پکڑ کر بھلائی کی طرف لے جا۔

یہ کہہ کر ابوحازم اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ تمام انعامات جو خلیفۂ وقت نے عطا کئے تھے واپس کردئے اور فرمایا: جب تک علماء اپنے علم کو اُمراء سے بچاتے رہیں گے، اُمراء ان سے ڈرتے رہیں گے (صفۃ الصفوہ: ۲/ ۸۹)۔

Scanned with CamScanner

خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری

مولانا عبد المنان معاویہ

تاریخ عالم نے ہزاروں جرنیل پیدا کیے، لیکن دنیا جہاں کے فاتحین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں اور دنیا کے اہلِ انصاف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدل پروری کو دیکھ کر جی کھول کر اُن کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شمار مکہ مکرمہ کے چند پڑھے لکھوں میں ہوتا تھا، لیکن وہ بھی اسی عرب معاشرے کا حصہ تھے، جہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نبوت صادق وامین کہا جاتا تھا اور بعد از اعلانِ نبوت نعوذ باللہ! ساحر، شاعر، کاہن، اور نجانے کیا کیا کہا گیا۔

اہلِ مکہ کے جبر وستم بہت بڑھ چکے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرِ عام تبلیغ تو درکنار عبادت بھی نہیں کر سکتے تھے، چھپ کر دین اسلام کی تبلیغ وعبادت کی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد اس وقت اُنتالیس تھی۔ ایک رات بیت اللہ کے سامنے عبادت کرتے ہوئے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردِگار سے عجیب دعا کی، مانگی بھی تو عجب شئے مانگی۔ کسی کے وہم وگمان میں نہیں تھا کہ دعا میں یہ بھی مانگا جاتا ہے، اسلام کی بڑھوتری کی دعا کی جاتی، اہلِ مکہ کے ایمان لانے کی دعا کی جاتی، دنیائے عالم میں اسلام کی اشاعت کی دعا کی جاتی یا اہل مکہ کے ظلم وستم کی بندش کے لیے ہاتھ اُٹھائے جاتے، لیکن میرے عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ''اے اللہ! عمرو ابن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دو لوگوں کو نامزد کیا اور فیصلہ خدائے علام الغیوب پر چھوڑ دیا کہ اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو وہ دے دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور اسباب کی دنیا میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ ایک روز تیغِ برہنہ لیے جا رہے تھے، راستہ میں بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ملا، جس نے پوچھا کہ عمر! خیریت ہے! کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے: محمد کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے جا رہا ہوں، اس نے نئے دین کا اعلان کر کے مکہ والوں میں تفریق کر دی ہے، کیوں نہ اس قصہ کو ہی ختم کر دوں۔ بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والے شخص نے کہا کہ: عمر! اگر تم نے ایسا کیا تو کیا ''بنو ہاشم وبنو زہرہ'' تم سے انتقام نہیں لیں گے؟ کہنے لگے: لگتا ہے کہ تم بھی اس نئے دین میں شامل ہو چکے ہو، انہوں نے کہا کہ پھر پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو، تمہاری بہن وبہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔

جلال میں نکلنے والا عمر سیدھا بہن کے گھر پہنچتا ہے، یہاں سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ ان کے بہنوئی وبہن کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے، باہر سے آواز سنی اور دروازہ پر دستک دی، اندر سے پوچھا گیا کون؟ عمر! نام سنتے ہی سیدنا خبابؓ چھپ گئے، عمر نے آتے ہی پوچھا: تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے بات ٹالتے ہوئے کہا کہ: ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے، کہنے لگے: میں نے سنا ہے تم نئے دین میں شامل ہو گئے ہو؟ بہنوئی نے کہا کہ: عمر! وہ دین تیرے دین سے بہتر ہے، تو جس دین پر ہے یہ گمراہ راستہ ہے، بس سننا تھا کہ بہنوئی کو دے مارا زمین پر، بہن چھڑانے آئی تو اتنی زور سے اس کے چہرے پر طمانچہ رسید کیا کہ ان کے چہرے سے خون نکل آیا، بہن کے چہرے پہ خون دیکھ کر غصہ ٹھنڈا ہوا اور بہنوئی کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ: اچھا! لاؤ، دکھاؤ، تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے کہا کہ: تم ابھی اس کلام کے آداب سے ناواقف ہو، اس کلامِ مقدس کے آداب ہیں، پہلے تم وضو کرو، پھر دکھاؤں گی، انہوں نے وضو کیا اور سورہ طٰہٰ پڑھنی شروع کی، یہ پڑھتے جا رہے تھے اور کلامِ الٰہی کی تاثیر قلب کو متاثر کیے جا رہی تھی۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر باہر نکل آئے اور کہنے لگے: عمرؓ! کل رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی کہ: ''اللّٰهمّ اعزّ الإسلام باحد الرجلين اِمّا ابن هشام و اِمّا عمر بن الخطاب'' اور ایک دوسری روایت میں الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں کہ: ''اللّٰهم أيد الإسلام بابی الحكم بن هشام وبعمر بن الخطاب'' اے اللہ! عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی کو اسلام کی عزت کا ذریعہ بنا، یا ان میں سے کسی ایک کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔'' اے عمر! میرے دل نے گواہی دی تھی کہ یہ دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب کے حق میں پوری ہوگی۔ اسی طرح کی ایک روایت سیدنا سعید بن میّب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ''كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم إذا رأى عمر بن الخطاب او ابا جهل بن هشام قال: اللّٰهم اشدد دينک باحبّهما إليک'' یعنی جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب یا ابو جہل کو دیکھتے تو رب العزت کے حضور دستِ دعا دراز کرتے ہوئے فرماتے: اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما۔ (طبقات ابن سعد)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: اچھا! تو مجھے بتاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں، انہوں نے بتایا کہ: صفا پہاڑی پر واقع ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام پذیر ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ چل پڑے، دَرّے پر مقیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا کہ عمر آ رہا ہے اور ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، تو گھبرائے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، وہیں اسد اللہ ورسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ فرمانے لگے: آنے دو، اگر ارادہ نیک ہے تو خیر ہے اور اگر ارادہ صحیح نہیں تو میں اس کی تلوار سے اس کا کام تمام کر دوں گا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی جاری تھا، چند لمحوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے فرمایا: ''اے عمر! تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اسلام قبول کرو؟!'' بس یہ سننا تھا کہ فوراً کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اصحابِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ صحنِ کعبہ میں بیٹھے ہوئے کفار ومشرکین نے بھی سنا اور اس نعرے کی آواز سے وادیٔ مکہ گونج اُٹھی۔ پھر نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سینۂ مبارک پر دستِ اقدس رکھا اور دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اخْرُجْ مَافِيْ صَدْرِهٖ مِنْ غِلٍّ وَاَيِّدْ لَهٗ اِيْمَانًا'' ۔۔۔۔۔ ''یا اللہ۔! اس کے سینے میں جو کچھ میل کچیل ہو وہ دور کر دے اور اس کے بدلے ایمان سے اس کا سینہ بھر دے۔'' (مستدرک للحاکم) قبولِ اسلام کے وقت بعض مؤرخین کے نزدیک آپ کی عمر تیس سال تھی اور بعض کہتے ہیں کہ عمر چھبیس سال تھی۔ مصر کے ایک بہت بڑے عالم مفسرِ قرآن جناب علامہ طنطاویؒ نے عجیب جملہ کہا ہے کہ: ''حقیقت یہ ہے کہ عمرؓ اسی گھڑی پیدا ہوئے اور یہیں سے ان کی تاریخی زندگی کا آغاز ہوا۔'' مفسرِ قرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ: آسمان والے عمرؓ کے قبولِ اسلام پر خوشیاں منا رہے ہیں۔'' (مستدرک للحاکم وطبقات ابن سعد)

چند ہی لمحوں بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے نبی! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا، تو فرمانے لگے کہ: پھر چھپ کر عبادت کیوں کریں؟ چلیے خانہ کعبہ میں چل کر عبادت کرتے ہیں، میں قربان جاؤں اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ انہوں نے ایسے ہی عمرؓ کو نہیں مانگا تھا، بلکہ دوررس نگاہِ نبوت دیکھ رہی تھی کہ اسلام کو عزت وشوکت عمرؓ کے آنے سے ہی نصیب ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو صفوں میں تقسیم کیا: ایک صف کے آگے اسد اللہ ورسولہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ چل رہے تھے اور دوسری صف کے آگے مرادِ رسولؐ، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عطائے خداوندی یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے۔ مسلمان جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو کفارِ مکہ نے دیکھا، نظر پڑی حمزہؓ پر اور عمرؓ پر تو بڑے غمگین ہوئے، لیکن کس میں جرأت تھی کہ کوئی بولتا؟! اس دن سے مسلمانوں کے لیے تبلیغِ دین میں آسانی پیدا ہوئی اور یہی وہ دن تھا جب اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمرؓ کے قلب ولسان پر جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق وباطل میں فرق کر دیا ہے۔'' (طبقات ابن سعد) جناب سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کی قسم! ہم کعبہ کے پاس کھلے بندوں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔'' (مستدرک للحاکم)

اسی طرح حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، اور ہم کھلے اسلام کی دعوت دینے لگے اور ہم حلقہ بنا کر بیت اللہ میں بیٹھتے تھے، ہم بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اور اب ہم پر اگر کوئی زیادتی کرتا تو ہم اس سے بدلہ لیتے تھے۔

کچھ اسی قسم کے تأثرات فقیہ الامت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ: ''عمرؓ کا اسلام قبول کرنا ہماری کھلی فتح تھی، اور عمرؓ کا ہجرت کرنا ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی نصرتِ خاص تھی، اور آپؓ کی خلافت تو ہمارے لیے سراپا رحمت تھی، میں نے وہ دن بھی دیکھے ہیں جب ہم بیت اللہ کے قریب بھی نماز ادا نہیں کر سکتے تھے، لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو آپؓ نے کفار سے مقابلہ کیا، یہاں تک کہ وہ ہمیں نماز پڑھنے دینے لگے۔ (طبقات ابن سعد)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شانِ رفیعہ میں چند فرامینِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرتا ہوں۔ (۱) صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''اے ابن خطاب! اس ذات پاک کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جس راستے پہ آپ کو چلتا ہوا شیطان پالیتا ہے وہ اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے، وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔'' (۲) صحیح بخاری میں روایت ہے کہ: ''حضور پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حالتِ خواب میں دودھ پیا، یہاں تک کہ میں اس سے سیر ہو گیا اور اس کی سیرابی کے آثار میرے ناخنوں میں نمایاں ہونے لگے، پھر میں نے وہ دودھ عمرؓ کو دے دیا، اصحابِ رسولؐ نے پوچھا: یارسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم''۔

آخری ایامِ حیات میں حضرت عمرؓ نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے آپؓ کے شکم مبارک میں تین چونچیں ماریں، آپؓ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت ایک درّہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والے کو اپنے درّہ سے جگاتے تھے، مسجد میں پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے، اس کے بعد نماز شروع فرماتے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے۔ اس روز بھی آپؓ نے ایسا ہی کیا، نماز ویسے ہی آپؓ نے شروع کی تھی، صرف تکبیر تحریمہ کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولؤلؤ (فیروز) جو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، ایک زہر آلود خنجر لیے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا، اس نے آپؓ کے شکم مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر سے لگائے، آپؓ بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر بجائے آپؓ کی امامت کے مختصر نماز پڑھ کر سلام پھیرا، ابولؤلؤ نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے، مگر نمازیوں کی صفیں مثل دیوار کے حائل تھیں، اس سے نکل جانا آسان نہ تھا، اس نے اور صحابیوںؓ کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا، تیرہ صحابی زخمی، جن میں سے سات جاں بر نہ ہو سکے، اتنے میں نماز ختم ہو گئی اور ابولؤلؤ پکڑ لیا گیا، جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا تو اسی خنجر سے اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔ (خلفائے راشدینؓ، از لکھنویؒ)

بالآخر آپ کی دعائے شہادت کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا اور دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں بلکہ مُصلائے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر آپ کو ۲۷ر ذوالحجہ بروز چہارشنبہ (بدھ) زخمی کیا گیا اور یکم محرم بروز یک شنبہ (اتوار) آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاص روضۂ نبویؐ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپؓ کی قبر بنائی گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Scanned with CamScanner

مضبوط قوت ارادی سے کام لینا سیکھیں

خان شبنم فاروق

زندگی بعض اوقات ہمیں ایسے مقام پر لے آتی ہے کہ ہمیں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ ختم ہوگیا ہے۔ کسی شعبے میں کی گئی محنت کا رائیگاں ہو جانا، کاروبار کا اچانک تباہ ہو جانا، کسی عزیز کا رخصت ہو جانا، کسی ہنستے کھیلتے انسان کا اچانک معذور ہو جانا یا زندگی میں تباہی کا آنا، کبھی کبھی ایسے حالات کا سامنا ہوتا ہے کہ انسان بے بس ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ ذہنی توازن کھونے لگتا ہے۔ مذکورہ تمام حالات میں اکثر ہم اپنا حوصلہ کھو بیٹھتے ہیں اور ہمیں اپنے اردگرد صرف اندھیرا ہی نظر آتا ہے۔ ستم بالائے ستم لوگوں کی مایوس کن اور حوصلہ شکن باتیں، ایسی صورت میں ہم خود کو بے بس محسوس کرنے لگتے ہیں۔ لیکن چنندہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بغیر کسی خوف و گھبراہٹ کے ان تمام حالات کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں۔ لوگوں کی باتوں کو پیروں تلے روندتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے ہیں نتیجتاً کامیابی ان کا خیر مقدم کرتی ہے اور خوشگوار زندگی ان کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ آخر وہ کون سی قوت ہے جو ان چنندہ لوگوں کو مسائل کے آگے سرنگوں نہیں ہونے دیتی۔ اسے کہتے ہیں ''قوت ارادی'' جو انسان کی ڈھال بن جاتی ہے، انسان کے اندر عزم، ہمت، ارادہ اور اختیار کو مضبوط کرنے والی ایک طاقت ہوتی ہے، جو ارادے کو کمزور ہونے نہیں دیتی۔ قوتِ ارادی کی ضرورت نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی پڑتی ہے۔ مادیت کے اس دور میں قوتِ ارادی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ یہی وہ قوت ہے جو انسان کی زندگی کا رُخ موڑنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر جہد مسلسل، مستقل مزاجی اور مضبوط قوت ارادی سے کام لیا جائے تو ناممکن کو ممکن میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، موجودہ دور میں ہمارے نوجوانوں کی تساہلی اور گمنامی کی سرفہرست اسباب میں سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی قوت ارادی کمزور ہے۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ مشکلات لمحہ بھر میں ختم ہو جائے جبکہ قوت ارادی ایک مستقل عمل ہے۔ پچیس تیس برس کی ناکامی کو لمحوں میں ٹھیک نہیں کیا جا سکتا لیکن ہاں! اگر قوت ارادی مصمم ہے تو آہستہ آہستہ یقیناً اس مسئلے کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہاں چند ایسے نکات پیش کئے جا رہے ہیں جس کی مدد سے ہر شخص اپنی قوت ارادی میں اضافہ کر کے کامیاب زندگی بسر کر سکتا ہے، خدا سے اپنا رشتہ مضبوط کرلیں: ہاورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مسٹر شیلر تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ صدی کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنا رابطہ اپنے تخلیق کار سے جوڑ لیں۔ جتنا مضبوط رشتہ ہوگا آپ کے دل سے تمام خوف دور ہو جائے گا اور آپ کی قوت ارادی میں نمایاں اضافہ ہو جائے گا۔ ہمیشہ یہ سوچتے رہنے سے کہ آپ کو بھی خدا نے ہی بنایا ہے۔ آپ کی قوت ارادی اور خود اعتمادی میں کئی گنا زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ جتنا آپ خدا کے ساتھ تعلق بڑھاتے جائینگے اور جتنا آپ اس کی ذات میں مگن ہوں گے، اتنا ہی آپ زیادہ پر اعتماد اور پر سکون طریقے سے مشکلات پر قابو پا کر اپنے مقصد کو حاصل کرلیں گے، ہدف مقرر کرنا: زندگی میں ہدف متعین کر لینے سے ایک سمت متعین ہو جاتی ہے۔ آئندہ کیا کرنا ہے؟ یہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور ہدف ہی انسان کو کسی مخصوص نقطۂ پر مرکوز رکھتا ہے۔

سوچ مثبت ہونا: کچھ لوگ خود سے بدگمان ہوتے ہیں۔ خود کو ہر وقت کمتر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی نفی کر کے اپنی قوت ارادی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب آدمی مثبت اور تعمیری مقاصد کو اختیار کرتا ہے تو اس کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ خود اعتمادی سے ذہنی جمود ٹوٹتا ہے اور آدمی مستقبل کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ سوچ مثبت رکھنا یعنی ہر پہلو میں کوئی خیر کا نقطہ تلاش کرنے سے نئے نئے پہلو روشن ہونے کے امکان ہوتے ہیں اور انسان استقامت کے ساتھ نئے مراحل کے لئے تیار ہوتا ہے، مستقبل مزاجی: مثبت سوچ کے بعد یہ لازم ہے کہ آپ اپنے مقصد کے حصول کے لئے مستقل مزاجی اختیار کریں۔ روزانہ کی بنیاد پر اسے تھوڑا تھوڑا انجام دیتے رہیں۔ یقیناً مشکل سے مشکل کام بھی تسلسل سے کیا جائے تو وہ آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنی کوشش جاری رکھیں۔

مشکلات کیلئے تیار رہیں: ہر کام کسی نہ کسی مسئلہ یا مشکل کو جنم دیتا ہے یا یوں کہیں بڑی منزل کے مسافر کی راہوں کو خار دار جھاڑیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لئے پہلے ہی سے اس کے لئے تیار رہیں۔ مشکلات گھبرائیں نہیں بلکہ ڈٹ کر اس کا مقابلہ کریں۔ جس کے اختتام پر خوشگوار منزل آپ کا خیر مقدم کرے گی۔

اوپر بیان کئے گئے نکات پر عمل کر کے کر ہم اپنی قوت ارادی کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔ قوت ارادی کی بنیاد پر ہی حکمرانی قائم کی جا سکتی ہے چاہے نفس پر ہو یا ملک پر۔

ترقی کا معیار

مفتی رحمت اللہ ندوی

ہم بار بار صنعتی ترقی، ٹیکنالوجی ترقی اور علمی اور سائنسی ترقی کا نام سنتے ہیں اور مبہوت ہو جاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت جاننے کی کوشش نہیں کرتے یہ ترقی کہیں انحطاط اور تنزلی تو نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ترقی سے انکار کیوں کر ممکن ہے، دنیا کہاں سے کہاں پہونچ گئی اور اس ماڈل کو سہولت و آرام، جدت و ایجادات اور سرعت و رفتار کے پیمانوں سے ناپئے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا جو پیمانے ہمیں مغرب نے دئے ہیں وہی من وعن صحیح ہیں؟ ہمارے نزدیک ترقی میں رفعت و بلندی ایک ناگزیر صنعت ہے، قرآن مجید میں مطالباتی معجزہ کے تعلق سے ایک آیت کا ٹکڑا ہے'' او ترقی فی السماء'' (یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں)۔ (بنی اسرائل:93)

ترقی کے مفہوم میں یہ قدر بنیادی ہے اور جامع مفہوم ترقی کا یہ ہے کہ گزشتہ سے پیوستہ میں بلندی کی جانب پیش قدمی ہو لیکن اگر رفعت و بلندی کے بجائے نیچے کی طرف پیش قدمی ہونے لگے تو وہ ترقی نہیں بلکہ تنزلی و انحطاط کہلائے گا، اور ظاہر ہے کہ نیچے کی جانب پیش قدمی میں رفتار زیادہ ہوتی ہے تو کیا سرعت کی وجہ سے انحطاط و تنزل اور ترقی بن سکتے ہیں؟ اسی طرح ''جدت'' بھی ترقی کی ایک اضافی صنعت تو ہو سکتی ہے، بنیادی صنعت نہیں اور اگر جدت فطری توازن کو نکال دے تو یہ بھی ترقی ہرگز نہیں مانی جا سکتی، کیوں کہ ہر نئی چیز ترقی کی علامت اور ترقی کا ضامن نہیں ہو سکتی۔ رہی تیسری قدر یعنی سہولت یا آرام ترقی کی عادت اور اس کی ضامن ہوتی ہے تو عرض یہ ہے کہ اس کو بھی ترقی کے بنیادی مفہوم میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ مثال کے طور پر ہمیں کسی آرام دہ اور ائیر کنڈیشن کمرہ میں تمام سہولیات دے دی جائیں مگر اس میں زہریلی گیس کا خروج بھی ہو رہا ہو تو کیا وہ اس کمرہ میں ترقی کی علامت ہے یا ہلاکت و تنزلی کی؟ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ موجودہ ترقی نے ہمیں بے شک آرام دہ اور ائیر کنڈیشن کمرے تو فراہم کئے ہیں مگر انہیں آرام دہ کمروں کے پیچھے ہماری اور آئندہ آنے والی نسلوں بلکہ حیاتیات عالم کی موت کے پروانے بن چکے ہیں، تو کون احمق ان کمروں میں رہے گا اور وقتی آرام کے بعد بیماری و مصیبت کو ترقی ہی گردانتا رہے گا؟ ہاں اگر یہی صفات جدت و جدیدیت اور آرام و سہولت بشمول سرعت ہمیں ہماری صحت و مسرت اور سکون کی قیمت پر نہ ملے تو ہم تسلیم کرلیں گے کہ بیشک ترقی ہوئی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقیقی ترقی تو بس ایک خیالی پلاؤ اور تصوراتی آئیڈیل (Utopia)، جب کہ صنعتی انقلاب کے نتیجہ میں مادی ترقی سے انکار ممکن نہیں، بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے ہم تسلیم کرلیں تو پھر اس ''عصری ماحولیاتی بحران کو ترقی کے کس خانہ میں رکھیں گے؟ کیا یہ بحران مادی سطح پر ظہور پذیر نہیں ہوا ہے؟ کیا یہ اس ٹیکنالوجی کے عیب کا مظہر نہیں ہے؟ کیا یہ اس صنعتی انقلاب ہی کا نتیجہ نہیں ہے؟ کیا دونوں باتیں ایک ساتھ درست ہو سکتی ہیں کہ صنعتی انقلاب کے نتیجہ میں مادی ترقی بحیثیت ماحولیاتی بحران ہوئی؟ ہاں، اگر یہ بحران اخلاقی، روحانی، معاشرتی یا معاشی سطح ہی پر نمودار ہوتا تو اس کا مادی سطح پر اثر باعث اختلاف بن سکتا تھا، مگر یہ بحران تو خود مادیت کے علمبردار، مادیت کے پیمانوں سے ہی ناپ کر ہم تک پہونچا رہے ہیں۔ خلط مبحث نہ کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ صنعتی ترقی اپنی جگہ اور موجودہ ماحولیاتی بحران کا مسئلہ اور اس کی سنگینی اپنی جگہ، گویا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ماضی میں ترقی نہیں ہوئی، مگر ہم سے ماضی کی ناقص معلومات کو کسوٹی بنا کر ایک غیر معقول دلیل کو منوایا جا رہا ہے جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ زہر مضر ہے، چاہے ہمیں اس کے نقصان کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور خواہ وہ کتنی ہی خوبصورت اور لذیذ گولی کی شکل میں دیا جائے۔ ہم مابعد جدیدیت کے علمبردار نہیں کہ وقت کے ساتھ حقیقتوں کے بدلنے کے قائل ہوں، لہٰذا دلائل کی روشنی میں ہماری رائے یہ ہے کہ افراط مصنوعات بنام صنعتی ترقی، اور (novelty (بنام جدت) modernism (جدیدیت استحصال فطرت بنام سائنس، درحقیقت ترقی کے بجائے تنزلی، اور کامیابی کے بجائے ناکامی (failure) کے مظاہر تھے اور ترقی کا یہ ماڈل بروز اول ہی سے مضر، مصنوعی اور فلاپ (flop) تھا۔

سرعت و تیز رفتار، ترقی کی مغربی تعریف کا ایک بنیادی مر ہے، یہ نام نہاد ٹکنالوجیکل ترقی جن بیسا کھیوں پر قائم ہے وہ نہ صرف مغربی سائنس سے مستعار ہیں اور نہ صرف یورپ میں چرچ و عقلیت کی کشمکش کا نتیجہ ہیں، بلکہ براہ راست اس صنعتی انقلاب کی مرہون منت ہے، جس کی آبیاری عوام و خواص، سائنس داں و سیاست داں، حکومت و رعایا سبھی نے کی ہے، نیز اس مشینی صنعت اور مصنوعات کی مانگ اور کھپت کو مہمیز لگانے والے عوامل بھی اس کی رفتار میں اضافہ کر رہے تھے، جن میں ان مغربی فلسفوں اور نظریوں: اباحیت پرستی (permissivism) صارفیت (consumerism) اور سرمایہ داری (capitatism) کا اہم رول تھا۔ جب استحصال فطرت ہی ترقی کا معیار سمجھا جانے لگا تو کوالٹی کنٹرول کے پیمانے ہی الٹ گئے اور ان تمام تکنیکی، سائنسی اور معاشرتی عوامل نے صنعتی ترقی کو تنزل کی طرف ڈھکیل دیا بلکہ وہ نام نہاد صنعتی ترقی ہی بنیادی کجی کی وجہ سے تنزلی کا سبب بن گئی۔

صنعتی انقلاب نے ماحول کو کثافت و آلودگی سے بھر دیا، فضا مسموم ہوگئی، اور طرح طرح کی بیماریاں وجود میں آ رہی ہیں۔ صوتی آلودگی، آبی، زمینی، ہوائی آلودگیاں اس قدر بڑھ گئیں ہیں کہ دنیا کے لئے اس آلودگی پر قابو پانا بہت مشکل نظر آ رہا ہے۔ غذا کم، دوا زیادہ کھائی جا رہی ہے، مختلف امراض کے گھیرے اور چنگل میں پھنسا انسان اب ان سے نجات اور چھٹکارہ تلاش رہا ہے لیکن ساحل نجات بہت دور اور راہ نجات گم ہے۔ آج کل ایسی مشینیں ایجاد ہوگئی ہیں جو پہاڑوں کو کاٹتی اور سمندروں کو پاٹتی ہیں، کوہ سے دریا بہاتی ہیں اور اسے ترقی کا معیار سمجھا جاتا ہے جب کہ زمین کا توازن قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے پہاڑوں کو کیل اور میخ کے طور پر پیدا فرمایا ہے وجعلنا الجبال اوتادا قوم عاد و ثمود کو اللہ تعالی نے قد و قامت اور ڈیل ڈول کے لحاظ سے دیوہیکل بنایا تھا، وہ زمین کا توازن باقی رکھتے ہوئے پہاڑوں کو تراش خراش کر گھر اور ٹھکانے بناتے تھے ''الذین جابوا الصخر بالواد ''ایک جگہ'' وتنحتون الجبال بیوتا'' کہا گیا ہے۔

موجودہ ترقی یافتہ دور میں گاؤ تکیہ کا استعمال خوشحالی کی علامت اور زندگی کا معیار تصور کیا جاتا ہے اسی طرح چھری کانٹے سے کھانا تہذیب و تمدن کی نشانی سمجھی جاتی ہے جب کہ سورہ یوسف میں ہمیں مصر کی تہذیب اور وہاں کا معیار حیات، پہلے سے ہی یہی نظر آتا ہے، چنانچہ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنے بارے میں عورتوں کے اندر چرچا بہت زیادہ کیا تو سب کی دعوت کی اور گاؤ تکیے پیش کئے ''و اعتدت لھن متکا ''اور پھل کاٹنے لئے چھری دی، ''و اتت کل واحدة منھن سکینا'' حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایسی سلطنت عطا فرمائی تھی کہ اس کی نظیر قیامت تک نہیں مل سکتی کیوں کہ انھوں نے خود دعا فرمائی تھی ''رب ھب لی ملکاً لا ینبغی لأحد من بعدی ''ان کے دور کی ترقی اور تمدن و خوشحالی، یا سائنس و ٹکنالوجی جہاں تک پہونچ چکی تھی، آج اس کا تصور تو درکنار خواب و خیال بھی مشکل ہے۔ ہواؤں کے دوش پر چلتے اور مہینوں کا سفر صرف ایک دن میں طے کر لیتے، جنات جیسی مخلوق ان کے تابع فرمان تھی اور حضرت سلیمان کے حکم سے محراب، اسٹیچو اور تالاب کی طرح لگن تیار کرتے'' یعملون له ما یشاء من محاریب و تماثیل وجفان کالجواب'' (بقیہ صفحہ ۱۲؍پر)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

غزہ کی جنگ میں ہر دس میں سے نو شہری اب بے گھر: اقوام متحدہ

سوئٹزرلینڈ میں جنیوا سے موصولہ رپورٹوں کے مطابق اقوام متحدہ کی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امدادی کاموں کی نگراں ایجنسی OCHA کے فلسطینی علاقوں میں سرگرمیوں کے سربراہ آندریا ڈی ڈومینیکو نے بتایا کہ غزہ پٹی کے بہت گنجان آباد لیکن تنگ ساحلی علاقے کی گزشتہ برس سات اکتوبر سے شروع ہونے والی جنگ سے قبل مجموعی آبادی تقریبا 2.3 ملین تھی، ان کے مطابق اب ان میں سے تقریبا 1.9 ملین فلسطینی بے گھر ہو چکے ہیں، اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ OCHA انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امدادی امور کا رابطہ دفتر کہلاتا ہے اور اس کے فلسطینی علاقوں میں سربراہ نے بتایا، "ہمارے اندازوں کے مطابق گزشتہ اکتوبر سے غزہ پٹی کے ہر دس میں سے نو باشندے جنگ کی وجہ سے اگر پانچ یا دس مرتبہ نہیں تو کم از کم ایک مرتبہ تو داخلی طور پر بے گھر ہو چکے ہیں۔'' قریب نو ماہ سے جاری جنگ میں غزہ پٹی کا زیادہ تر حصہ ملبے کا ڈھیر بن چکا ہے، (ایجنسی)

بھارت، چین وزرائے خارجہ کے مابین سرحدی تنازع پر تبادلہ خیال

قزاقستان کے دارالحکومت آستانہ میں شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے سربراہوں کی میٹنگ کے دوران جمعرات کے روز بھارتی وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے اپنے چینی ہم منصب وانگ ایی سے ملاقات کی۔ آج کی میٹنگ میں دونوں رہنماؤں نے لداخ کے علاقے میں لائن آف ایکچوول کنٹرول (ایل اے سی) کے ساتھ جاری سرحدی تنازع پر تبادلہ خیال کیا، بھارتی میڈیا کی رپورٹوں کے مطابق وانگ ای سے ملاقات کے دوران جے شنکر نے دونوں ملکوں کے سرحدی علاقوں میں باقی ماندہ مسائل کے جلد حل کی ضرورت پر زور دیا، دونوں وزراء نے سرحدی علاقوں میں بقیہ مسائل کا جلد از جلد حل تلاش کرنے کے لیے "سفارتی اور فوجی ذرائع سے کوششوں کو دوگنا کرنے" پر اتفاق کیا، بھارتی وزیر خارجہ جے شنکر نے ملاقات کے بعد سوشل میڈیا ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا، "ایل اے سی کا احترام کرنا اور سرحدی علاقوں میں امن و آشتی کو یقینی بنانا ضروری ہے، باہمی احترام، باہمی حساسیت اور باہمی مفادات کے تین پہلو ہمارے دوطرفہ تعلقات کی رہنمائی کریں گے۔" (ایجنسی)

پوتن کی پاکستان کو توانائی کی سپلائی میں اضافہ کرنے کی پیشکش

گزشتہ برس جون میں پاکستان کو روسی خام تیل کی پہلی کھیپ موصول ہوئی تھی، لیکن اس کے بعد اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی، روس کا کہنا ہے کہ اناج کی سپلائی بڑھا کر وہ پاکستان کے غذائی تحفظ میں مدد کر رہا ہے، روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے بدھ کے روز آستانہ میں پاکستانی وزیر اعظم شہباز شریف سے شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) کے سربراہی اجلاس کے موقع پر ملاقات کی اور بات چیت کے دوران پاکستان کو خام تیل سمیت توانائی کی سپلائی میں اضافہ کرنے کی پیشکش کی، واضح رہے کہ پاکستان مغرب کے دباؤ کے باوجود اپنی خارجہ پالیسی کو متنوع بنانے کی کوششوں کے ایک حصے کے طور پر روس کے ساتھ بھی قریبی تعلقات استوار کرنے کا خواہاں ہے، کریملن کی جانب سے جاری ایک بیان میں کہا گیا کہ بدھ کے روز وزیر اعظم شہباز شریف سے ملاقات کے دوران روسی صدر پوتن نے پاکستان کو توانائی کی مزید فراہمی کے امکان پر تبادلہ خیال کیا (ڈی ڈبلیو)

جرمن چانسلر کا یوکرین جنگ میں فریق نہ بننے کا وعدہ

جرمن چانسلر اولاف شولس نے بدھ کے روز عوام کو ایک بار پھر یقین دہانی کرائی کہ جرمنی ماسکو کے خلاف اپنی دفاعی لڑائی میں یوکرین جنگ کا فریق نہیں بنے گا، گرچہ جرمنی یوکرین کو ہتھیار فراہم کرنے والے سب سے بڑے ممالک میں سے ایک ہے، تاہم چانسلر شولس ابتدا سے ہی وہاں جرمن فوجی اہلکاروں کو بھیجنے کے خیال کو مسترد کرتے رہے ہیں، اس حوالے سے ان کا تازہ ترین بیان اس بات کا اعادہ ہے کہ جرمنی کو اس جنگ میں نہیں الجھنا چاہیے، جرمن پارلیمان میں سوالات و جوابات کے دوران سوشلسٹ لیفٹ پارٹی کے ایک قانون ساز نے چانسلر شولس سے اس بات کی ضمانت دینے کو کہا کہ جرمنی کو "جنگ میں فریق" بننے کی طرف راغب نہیں کیا جائے گا۔ (ڈی ڈبلیو)

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ (ITI) ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف پٹنہ میں درج ذیل دوسالہ ٹریڈ کے سال 2024 میں داخلہ کے لئے میٹرک پاس طلبہ حسب ذیل نمبرات پر رابطہ کر سکتے ہیں: (۱) الیکٹرونکس (۲) فیٹر (۳) ڈرافٹسمین سول (۴) الیکٹریشین (۵) ریفریجریشن اینڈ ائیر کنڈیشننگ (۶) پلمبر (ایک سال)

رابطہ کے لئے نمبرات:

9570971277, 9304924575

تعلیم و روزگار

ہومیو پیتھک فارماسسٹ کے 397 عہدوں کے لئے درخواست دیں

اتر پردیش ماتحت پبلک سروس سلیکشن کمیشن (UPSSSC) نے ہومیو پیتھی کے ڈائریکٹوریٹ، اتر پردیش میں ہومیو پیتھک فارماسسٹ کی 397 اسامیوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، صرف وہی امیدوار جو ابتدائی اہلیتی ٹیسٹ 2023 میں شامل ہوئے ہیں، درخواست دینے کے اہل ہوں گے، صرف اتر پردیش کے اصل باشندوں کو ریزرویشن کا فائدہ ملے گا، دوسری ریاستوں کے امیدوار غیر محفوظ زمرے میں درخواست دینے کے اہل ہوں گے، دلچسپی رکھنے والے امیدوار UPSSSC کی سرکاری ویب سائٹ پر جاکر آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ 19/جولائی 2024 مقرر کی گئی ہے، درخواست کی فیس 25 روپے ہے، خواتین/معذور امیدواروں اور کھلاڑیوں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، فیس آن لائن موڈ کے ذریعے ادا کرنا ہوگی، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 19/جولائی 2024 ترمیم کرنے کی آخری تاریخ 26/جولائی 2024، درخواست فارم کی سرکاری ویب سائٹ: upsssc.gov.in۔

چھتیس گڑھ اسٹیٹ پاور ٹرانسمیشن کمپنی لمیٹڈ میں 75 عہدوں کے لئے نوٹیفکیشن

چھتیس گڑھ اسٹیٹ پاور ٹرانسمیشن کمپنی لمیٹڈ (CSPTCL) نے گریجویٹ اور ٹیکنیشن اپرنٹس کی بحالی کا اعلان کیا ہے، 75 اسامیاں پُر کرنے کے لیے نوٹیفکیشن جاری کرکے اہل امیدواروں سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں، خواہشمند حضرات افراد اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم (NATS) کے پورٹل پر جاکر رجسٹریشن کر سکتے ہیں، درخواست پُر کر کے خط اور منسلک دستاویزات بذریعہ ڈاک یا براہ راست مخصوص پتہ پر بھیجنا ہوگا، ڈاک کے ذریعہ درخواست کی موصول ہونے کی آخری تاریخ 19/جولائی 2024 ہے، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لئے نہیں ہے، اپرنٹس کا دورانیہ ایک سال کا ہوگا، آفیشیلی ویب سائٹ: cspdcl.co.in۔ ہیلپ لائن نمبر۔ 011-2337

جونیئر اکاؤنٹس کلرک کے 300 عہدے کے لئے درخواست مطلوب

بہار اسٹیٹ پاور ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ نے جونیئر اکاؤنٹس کلرک کے 300 عہدے کے لئے درخواست طلب کیا ہے، اہل امیدوار 19/جولائی 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس: 300 روپے۔ 1500 روپے ST / SC زمرہ اور جسمانی طور پر معذور اور بہار کی رہنے والی خواتین کے لیے 375 روپے ادا ہے، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ: www.bsphcl.co.in پر جائیں۔

خط و کتابت کلرک سمیت 230 عہدوں پر بحالی کے مواقع

بہار اسٹیٹ پاور ہولڈنگ کمپنی لمیٹڈ نے خط و کتابت کلرک سمیت 230 اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، اس کے لئے اہل امیدوار 19/جولائی 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس 300 روپے، 1500 روپے ایس سی/ایس ٹی زمرہ کے لئے ہے، اور معذور افراد نیز بہار کی رہنے والی خواتین کے لیے 375 روپے مقرر ہے، اس سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے دیئے گئے آفیشیلی ویب سائٹ پر جائیں: www.bsphcl.co.in

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پارا میڈیکل)

امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ

داخلہ نوٹس

جو طالب علم انٹر Physics, Chemistry, Biology اور English سے پاس شدہ ہیں ان کے لئے ایک سنہرا موقع ہے۔ وہ طالب علم پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس اور ڈگری کورس میں داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنا سکتے ہیں، پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس کی منظوری محکمہ صحت بہار سرکار اور ڈگری کورس کی منظوری بہار یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنس (BUHS) پٹنہ سے مستقل منظور شدہ ہے، خواہش مند طلبہ پارا میڈیکل کے دفتر سے مبلغ-/700 روپے جمع کر کے داخلہ فارم لے سکتے ہیں، پارا میڈیکل کے ڈپلومہ کورس میں Direct داخلہ لے کر اپنا مستقبل بنائیں۔

نوٹ:۔ درج ذیل موبائل نمبر پر داخلہ سے متعلق رابطہ کریں

6201503500, 99053554331,9631529759,7250222587,9430236042,8340240873

مولانا شبلی القاسمی	سید نثار احمد	ڈاکٹر فضیل احمد
(قائم مقام ناظم)	(قائم مقام سکریڑی)	(پرنسپل)
امارت شرعیہ	پارا میڈیکل	پارا میڈیکل

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

ماب لنچنگ کے شکار مولانا شہاب الدین مرحوم (کوڈرما، جھارکھنڈ) کے اہل خانہ سے امارت شرعیہ کے اعلی سطحی وفد کی تعزیت، سیاسی پارٹیوں کے سربراہان اور سرکاری نمائندے و انتظامیہ سے ملاقات

حضرت امیر شریعت کا تعزیتی خط، مالی تعاون اور قانونی چارہ جوئی کی یقین دہانی

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں ایک اعلی سطحی وفد نے ماب لنچنگ کے شکار مرحوم مولانا شہاب الدین صاحب رگھونیاڈیہہ، تھانہ جے نگر، ضلع کوڈرما، جھارکھنڈ کے اہل خانہ سے ملاقات کی اور امارت شرعیہ کی جانب سے 50 / ہزار روپے کا ایک چیک ان کی اہلیہ کے حوالے کیا اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کا تعزیتی خط پیش کیا جس میں حضرت امیر شریعت نے اپنے دردوغم کا اظہار کرتے ہوئے صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ امارت شرعیہ کی جانب سے آپ حضرات کی خدمت میں فی الوقت پچاس ہزار روپئے کا ایک چیک بطور تعاون پیش کیا جارہا ہے، درخواست ہے کہ قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور امارت مجرمین کو سزا دلانے کیلئے آپ حضرات کا ہر اعتبار سے قانونی تعاون کرے گی، ان شاء اللہ۔ اس کے علاوہ امارت نے حکومت جھارکھنڈ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ معقول معاوضہ، مجرمین کو سخت سزا اور خاندان کے ایک فرد کو سرکاری ملازمت دے، وفد نے قائم مقام ناظم مولانا شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں برکھٹہ تھانہ کے پر بھاری جناب راجیش کمار بھوگنان اور جے نگر تھانہ کے سب انسپکٹر جناب پرتیت ٹوپنو سے ملاقات کرکے اس اندوہناک حادثے کے تعلق سے بات چیت کی اور مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کرنے اور سخت کاروائی کا پرزور مطالبہ کیا؛ تاکہ آئندہ کبھی بھی ماب لنچنگ کا حادثہ پیش نہ آئے، ساتھ ہی مختلف سیاسی پارٹیوں کے سربراہان سے مل کر قانونی کارروائی کیلئے آواز اٹھانے کا مطالبہ کیا اور حضرت امیر شریعت کا تحریری پیغام پہونچایا، اس موقعہ پر قائد وفد قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد کہا کہ پولیس پرشاسن کی کوتاہی اور سستی کی وجہ سے اب تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے، یہاں تک کہ جب امارت شرعیہ کا وفد مرحوم کے گاؤں پہونچا تب پولیس حرکت میں آئی، جو نہایت ہی افسوس ناک ہے امارت کا مطالبہ ہے کہ مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کرکے سزا دی جائے اور مظلوم کے اہل خانہ کے ساتھ انصاف کیا جائے، ڈاکٹر کیلاش رجک نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے پرشاسن کو کھڑی کھوٹی سنائی اور کہا کہ یہ معاملہ ماب لنچنگ کا ہے اور آپ لوگ نظر انداز کررہے ہیں، ایس پی صاحب بیان دے رہے ہیں کہ جو لوگ اس واقعہ کو ماب لنچنگ کا نام دے گا اس پر بھی کارروائی کی جائے گی، اگر یہ ماب لنچنگ نہیں ہے تو بیٹ بلے سے مار کا نشان پیٹھ اور سر پر نہیں ہوتا، ایس پی صاحب کا یہ بیان حقیقت اور قانون کے بالکل خلاف ہے، مجرمین کو سزا ملنی چاہیے اور مظلوم کے ساتھ انصاف ہونا چاہیے، ورنہ ہم سب مل کر پرزور طریقے سے احتجاج کرنے کے لیے تیار ہیں، جبکہ ابراہیم کا کہنا ہے کہ حادثے کی جگہ پہنچنے پر پتہ چلا کہ گھٹنا نہیں ہے وہ ماب لنچنگ ہے انہوں نے کہا کہ تھانہ کے لوگ ایکسیڈنٹ بتا رہے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے، پولیس نے کوتاہی کی ہے اتنا بڑا معاملہ ہے اور پولیس پرشاسن خاموش ہے، اس معاملہ کو لے کر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم بہت فکرمند ہیں، انہوں نے وفد کو سی ایم صاحب (جھارکھنڈ) سے ملاقات کرکے مظلوم کے وارثین کو انصاف دلانے اور مجرمین کے ساتھ سخت کارروائی کا مطالبہ کرنے کی ہدایت دی ہے، لہذا حضرت امیر شریعت کی ہدایت کے مطابق سی ایم صاحب سے ملاقات کی کوشش جاری ہے، اس وفد میں قائم مقام ناظم جناب مولانا شبلی القاسمی صاحب کے علاوہ ایڈووکیٹ ہارون رشید صاحب، قاضی شریعت مولانا محمد نسیم صاحب، حافظ محمد حفیظ اللہ صاحب، ڈاکٹر شکیل صاحب مکھیا، مولانا ممتاز صاحب، ماسٹر تسلیم صاحب وغیرہ شامل تھے، اس کے علاوہ مولانا مرحوم کے گاؤں کے کئی حضرات اور جھارکھنڈ کے مختلف علاقے کے سربراہان کا پورا ساتھ رہا۔

دین کی بنیادی تعلیم سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت

سہرسہ کے مختلف مواضعات میں امارت شرعیہ کے علمائے کرام کا خطاب

حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب زید مجدہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت پر مفتی امارت شرعیہ حضرت مولانا مفتی محمد سعید الرحمان قاسمی صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں امارت شرعیہ کا دعوتی واصلاحی ایک مؤقر وفد ضلع سہرسہ کے سونبرسا راج، بنما اٹہری، ثور بازا، پترگھٹ، سترکٹیا، بلاک کے مختلف مقامات (ترہا، کنجیری، بادشاہ نگر، سونبرسا راج، ثور بازار، سرہی، دھن چھوہا، پترگھٹ، گمہریا، پرواہا، کانپ بازار، ہجلپور، لہونا، سیہول وغیرہ) پہنچا، یہ وفد مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ مولانا یوسف صاحب قاسمی قاضی شریعت دارالقضا امارت شرعیہ سہرسہ، مولانا محمد فیاض عالم قاسمی قاضی دارالقضا مدھے پورہ، مولانا رئیس اعظم صاحب ومولانا عبد القادر رحمانی صاحب مبلغین امارت شرعیہ پر مشتمل ہے، اب تک جن مقامات کا دورہ ہوا وہاں لوگوں نے بڑے شوق وجذبے کے ساتھ وفد کا شاندار استقبال کیا اور علمائے کرام کے بیانات سے بھرپور فائدہ اٹھایا، بعض گاؤں جہاں اب تک وفد امارت شرعیہ کی طرف سے اس نوعیت کا دورہ نہیں ہوا تھا، وہاں کے باشندوں نے اس دورے سے بہت خوشی محسوس کی اور اس دورے کو خوب سراہا، تادم تحریر 14 / مقامات پر اصلاحی ودعوتی پروگرام ہو چکے ہیں، جن میں وفد میں شامل علمائے کرام نے ہر پہلو پر عوام کی رہنمائی کی اور عوام نے ان پیغامات پر عمل کرنے کی یقین دہانی کرائی، خاص طور پر کلیدی خطاب کرتے ہوئے قائد وفد حضرت مولانا مفتی سعید الرحمان قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے لوگوں کو بڑی تاکید کے ساتھ دین کی بنیادی تعلیم کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ان پر یہ واضح کردیا کہ اس وقت دنیا کی ساری ضروریات سے اہم یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو دین کی بنیادی تعلیم دلائیں، اگر آپ نے اپنے بچے اور بچیوں کو آج قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی تو کل یہ بچے ایمان پر باقی رہیں گے، اس کی کوئی ضمانت نہیں، زندگی سائیکل کے دو پہیے کی طرح ہے، جس کا ایک پہیہ مرد ہے تو دوسرا پہیہ عورت، اگر زندگی کی گاڑی شریعت کے سڑک پر چلانا چاہتے ہیں تو خود دین دار بننا کافی نہیں، اپنی عورتوں کو بھی دیندار بنانے کی فکر کریں، اسی طرح آپ اپنے بچوں کو دنیاوی علوم بھی دیں اور دینی ماحول میں دیں تاکہ آپ کے بچے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل آئی پی ایس، آئی اے ایس ہونے کے ساتھ ایک سچا پکا مسلمان بھی رہے، نیز انھوں نے فرمایا کہ شادی کو سادگی کے ساتھ انجام دیں، شراب نوشی، زناکاری اور لون وسود سے سماج کو پاک کریں، مزید کہا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی غیر کی حکومت میں آباد ہیں ان کے لیے یہ واجب وضروری ہے کہ وہ ایک امیر شرعی کے زیر سایہ زندگی گزاریں اور الحمد للہ شریعت کے اس حکم پر بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمان امارت شرعیہ کی برکت سے عمل کررہے ہیں، اسی لیے مولانا علی میاں ندوی رحمہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کو بہار پر رشک آتا تھا، مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ سے محبت ہمارے دین کا جز وحصہ اور ایک اہم فریضہ ہے، جس کے خدمات ایک سوتین سال سے پورے ملک کے کئی حصوں میں جاری ہیں، امارت شرعیہ نے ملت اسلامیہ پر آنے والے ہر مشکلات کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا، شریعت پر جب کبھی آنچ آئی اور مسلمانوں کا رشتہ قرآن مجید سے توڑنے کی کوشش کی گئی امارت شرعیہ نے حکومت کے آنکھ میں آنکھ ڈال کر پوری ملت کی کامیاب وکماحقہ ترجمانی کی، چنانچہ امارت شرعیہ کو زندہ رکھنا اپنی اجتماعیت، اتحاد، شریعت، بلکہ ایمان واسلام کے ساتھ خود کو زندہ رکھنا ہے، اس لیے امارت شرعیہ سے محبت کیجیے اس کی بقاو تحفظ کے لیے ہمیشہ خود کو پیش پیش رکھیے، مولانا یوسف صاحب قاضی شریعت دارالقضا سہرسہ نے لوگوں کو دارالقضا کی طرف متوجہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ اپنے ہر اختلاف وجھگڑے کو دارالقضا میں لانا اور اس سے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں دارالقضا سے فیصلہ لینا ایک مسلمان کے لیے لازم وضروری ہے اور یہی اللہ کا حکم ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید سے ہٹ کر فیصلہ دینے والوں کو حاکم بنانے والے سے کہا کہ وہ طاغوت اور شیطان سے فیصلہ لے رہے ہیں، مولانا فیاض عالم قاسمی قاضی دارالقضا مدھے پورہ نے قانون اسلام کی اہمیت کو بتاتے ہوئے کہا کہ قانون اسلام ہی وہ قانون ہے جو ہر شخص کی فطرت کے عین مطابق ہے، جس میں کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے، یورپ نے مذہبی وخدائی قانون کو ٹھکرا کر فطرت سے بغاوت کی جس کا انجام یہ ہوا کہ آج یورپ میں ہر بوڑھا بوجھ اٹھانے والے وارث سے، اکثر بیوی جان نچھاور کرنے والے شوہر سے، اکثر مرد ایک وفادار بیوی سے، اکثر بچہ حقیقی باپ کے نام اور اس کی وراثت سے محروم ہے، انھوں نے قانون اسلام کی حکمت کو سمجھاتے ہوئے میراث، نکاح، طلاق اور ایک سے زیادہ شادی جیسے اہم مسائل کو شریعت کی روشنی میں سمجھایا، لوگوں سے میراث میں بہنوں کا حصہ دینے کا وعدہ لیا، ساتھ ہی ساموہک لون کی سنگینی کو لوگوں کے سامنے رکھ کر اس سے دور رہنے اور سماج کو اس سے پاک رکھنے کی تاکید کی، مولانا ضیاء الدین ندوی صاحب نائب صدر تنظیم ائمہ وعلماء ضلع سہرسہ اور مولانا مظاہر الحق قاسمی صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ تریاواں سہرسہ نے بھی مختلف ملی وشرعی مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے لوگوں سے اسلام پر ثابت قدم رہنے اور سچا مسلمان بن کر موت تک باقی رہنے کی اپیل کی، واضح رہے کہ یہ اور اس جیسے متعدد دعوتی واصلاحی، کامیاب ومفید دورہ وفد امارت شرعیہ کی متحرک وفعال شخصیت حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی خصوصی توجہ کا نتیجہ وثمرہ ہے، دوسری طرف پروگرام کو کامیاب بنانے میں مولانا رئیس اعظم ومولانا عبد القادر صاحبان مبلغین امارت شرعیہ نے ہر طرح کی قربانی دی نیز متعلقہ مواضعات کے ائمہ وعلمائے کرام، ذمہ داران، نقباء، صدور وسکریٹری نے بھی بڑی محنت کی، عوام نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کرکے پروگرام کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کیا۔

ضرورت معلم

امارت شرعیہ محمود ایجوکیشنل سنٹر نزد مدینہ مسجد ہند پیڑھی رانچی کے مکتب امارت شرعیہ میں ایک باصلاحیت استاذ (معلم) (جو طلباء کو نورانی قاعدہ، ناظرہ قرآن، اسلام کی بنیادی ضروری معلومات، اردو پڑھانے کے ساتھ املا درست کرانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہوں) کی ضرورت ہے، جو کسی مستند ادارہ سے عالمیت رفضیلت کے ساتھ حافظ قرآن ہوں، نورانی قاعدہ کے طریقہ تعلیم سے واقفیت بھی رکھتے ہوں (تجربہ کار معلم کو ترجیح دی جائے گی) امیدوار حضرات اپنی درخواست (جو نام، والد کا نام، تاریخ پیدائش، پتہ موبائل نمبر ای میل تعلیمی لیاقت، تجربہ اور کم از کم قابل قبول تنخواہ کے ذکر پر مشتمل ہو) اسناد، شناختی کارڈ اور تجربہ کے سرٹیفکٹ کی فوٹو کاپی منسلک کرکے دفتر دارالقضاء کربلا ٹینک روڈ رانچی (834001) کے پتہ پر بذریعہ ڈاک ردستی مورخہ 10 رجولائی 2024ء تک بھیج دیں۔ انٹرویو کی اطلاع فون کے ذریعہ دی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔والسلام

(مولانا) محمد شبلی القاسمی
قائم مقام ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

رابطہ نمبر: جناب مولانا ومفتی محمد انور قاسمی
قاضی شریعت دارالقضا رانچی (834001)
موبائل نمبر: 9430113833

مولانا ابوداؤد قاسمی، دارالقضا رانچی: 9798506704

Scanned with CamScanner

جھارکھنڈ میں امام مسجد مولانا شہاب الدین کی مآب لنچنگ ملک کی پیشانی پر بدنما داغ: امیر شریعت

گذشتہ چند مہینوں میں ملک کی مختلف ریاستوں کے اندر شدت پسندوں کے ذریعہ علماء کرام اور ائمہ مساجد کے قتل کے کئی واقعات رونما ہوئے ہیں، ابھی گذشتہ ۲۰/جون بروز اتوار، ریاست جھارکھنڈ کے ضلع کوڈرما میں ایک مسجد کے امام وخطیب مولانا شہاب الدین کی ماب لنچنگ کا اندوہناک حادثہ پیش آیا، جو بھارت جیسے امن پسند اور جمہوری ملک کے لئے نہایت افسوس ناک ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مرحوم کا تعلق ضلع کوڈرما کے گھنیاڈیہہ گاؤں سے تھا، مرحوم اپنے گھر سے قریب بسراموں نامی بستی میں ایک مسجد کے اندر امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ روزمرہ کی طرح فجر کی نماز پڑھا کر اور بچوں کو مسجد میں تعلیم دے کر صبح کے وقت بائک سے اپنے گھر لوٹ رہے تھے، راستے میں "غیرا" اور "تدغ آباد" کے نزدیک، تھانہ برکٹھا حلقہ کی ''کٹیا'' بستی میں مولانا مرحوم کی گاڑی کے سامنے ایک راہ گیر خاتون آ گئی، جس میں وہ خاتون بالکل محفوظ رہی اس معمولی سڑک واقعہ کو وہاں کے مقامی تشدد پسند لوگوں نے بنیاد بنا کر مولانا پر وحشیانہ حملہ کردیا اور اس طرح سے یہ چھوٹا سا واقعہ ایک ماب (ہجوم) کے ذریعہ مولانا کے قتل کا ذریعہ بن گیا۔ اطلاع ہے کہ اس میں مقامی طور پر متحرک شدت پسند جماعت سے تعلق رکھنے والے کچھ نوجوان نے لاٹھی، ڈنڈے اور دھاردار چیزوں سے حملہ کیا اور پیٹ پیٹ کر مولانا کو شہید کر دیا اور زخم کی تاب نہ لاکر مرحوم جائے حادثہ پر ہی جاں بحق ہو گئے، کل تک مآب لنچنگ کا معاملہ گئوکشی وغیرہ سے جڑا ہوا تھا، اب یہ مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کے ساتھ مسلسل پیش آرہا ہے جو سخت بے چینی اور تشویش کا باعث ہے، اس طرح کے شدت پسند افراد اور ان کی خاموش حمایت کرنے والی تنظیمیں ملک کی سالمیت کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے۔ ایسے ملک دشمن عناصر کے جرم کو نظرانداز کرنا ان کی حوصلہ افزائی ہے جو ملک کو تباہ کرسکتا ہے۔ وقت رہتے ہوئے اس نفرتی اور ہجومی تشدد پر بند باندھنے کی سخت ضرورت ہے، ریاستی حکومت سمیت ملک کی مرکزی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے ملک دشمن عناصر کو لگام لگانے کیلئے سخت قدم اٹھائے؛ چونکہ ملک کی مختلف ریاستوں سے لگاتار اس طرح کی خبریں آرہی ہیں، اس لئے اب ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کے مسئلہ کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے مرکزی حکومت اینٹی ماب لنچنگ قانون بنائے، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی نے اپنے ایک پریس بیانیہ میں کہیں، اور کوڈرما جھارکھنڈ میں ہوئے اس دلدوز اور افسوس ناک مآب لنچنگ کے واقعہ پر اظہار تشویش کرتے ہوئے شدید مذمت کی اور حکومت جھارکھنڈ سے قاتلوں کی فوری گرفتاری اور ان پر سخت ترین سزا کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں ایک طرف ان شدت پسند عناصر کو سخت سزا دینے کی ضرورت ہے، وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت کی طرف سے مظلوم کے ورثاء کو معاوضہ اور اس کے گھر کے کسی ایک فرد کو سرکاری نوکری دی جائے، آپ نے مزید فرمایا کہ اگر اس طرح مآب لنچنگ کے ذریعہ علماء وائمہ مساجد کو اس ملک میں نشانہ بنایا جاتا رہے گا تو کہنا مشکل ہے کہ ملک کا مستقبل کیسا ہوگا اور اس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی، سماجی بھائی چارہ، انسانی رواداری اور باہمی اخوت ومحبت کہاں جائے گی، اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے سب سے بڑے جمہوری ملک کی تصویر کیسی ہوگی۔

مثالی معاشرہ کی تشکیل کیسے ہو

اے۔ ازاد قاسمی

عہد جدید میں عالمی سطح پر معاشرتی تغیرات جس برق رفتاری سے وقوع پذیر ہورہے ہیں کہ ماضی قریب میں اس کا تصور بھی محال تھا، آج انسانی وجود کی رسائی وہاں تک ہوچکی ہے، جس کے تصورات سے چند برس پہلے تک انسانی دماغ خالی تھا۔ موجودہ تناظر میں دیکھا جائے تو اس طرح کی جدید ترقیاں اور وسائل کی بہتات لوگوں کی تعمیری فکر تعلیمی میدان میں اس کی محققانہ سوچ کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے، روئے زمین پر انسانی وجود کے ابتدائی دنوں کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی جبلت میں کھوج کی صلاحیت کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے، جسے خالق کائنات نے اپنے فضل وکرم سے اشرف المخلوقات میں ودیعت کررکھی ہے، جس کے استعمال سے انسان ہر دور میں مختلف فکری تنوع کا تجزیہ کرتا ہے، اور اس سے جدید طرح کے وسائل کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہوا ہے۔ حالیہ وقت میں اس طرح کی محیر العقول انسانی کامیابی سے لوگوں میں بہت سی نمایاں تبدیلی بھی دیکھنے کو مل رہی ہے، لوگوں کی طرز زندگی پہلے سے کہیں زیادہ متاثر کن ہوگئی ہے، لیکن ان سب کے باوجود مشرقی تہذیب کی پروردہ قوم کے لئے جو چیز باعث تشویش بن رہی ہے، وہ ہے ملت کے نوجوانوں اور متوسط طبقہ کی لبرل ازم سے قربت اور اس کی طرف میلان کا ہوتا۔

زمین پر انسانی وجود کے پہلے دن سے ہی لوگ گروہوں میں رہنے کے متلاشی تھے، وہ قبیلہ درقبیلہ الگ الگ گروہوں میں رہنے کو پسند کرتے تھے، جو انسانی فطرت کے عین مطابق بھی تھا، اس طرح رہنے کو ہی معاشرتی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے، موجودہ وقت میں ہمارے درمیان ایک ایسے معاشرہ کی تعریف پیش کی جارہی ہے جس میں انسانی تقدس سے انحراف اور خاندانی وجود سے انکار کا اشاریہ بکثرت پایا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں ہماری نئی نسل لبرل ازم اور مادیت پرستی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، اس پر قدغن لگانے کے لئے ارباب حل و عقد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے، اب تو حالات اس قدر بدتر ہوتے جارہے ہیں کہ ملت کی ایک بڑی تعداد ارتداد والحاد کی طرف اپنے قدم بڑھا چکی ہے۔ جہاں سے اسے راہ راست پر لانا ایک مشکل مرحلہ بنتا جارہا ہے، اس طرح کی پیچیدگیاں کیوں ہیں اور یہ مایوس کن فکر ہمارے بچوں میں کہاں سے آرہی ہیں یہ ایک توجہ طلب امر ہے، اس تعلق سے ملی رہنماؤں، شعبہ تعلیم سے منسلک افراد اور سماجی کارکنان کو ملت کی معاشرتی طرز عمل کا تجزیہ کرنا چاہئے، خواص اور عوام میں درآئی لکیروں کو دور کرنے اور ان کے فکری توازن کو برقرار رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ حالیہ پس منظر میں سماجی ومعاشرتی طور پر دیکھا جائے تو مادیت پرستی اور لبرل ازم سے متصادم منظر نامہ میں عالمی سطح پر ایک آئیڈیل معاشرہ کے لئے بہت سی رائیں پائی جاتی ہیں، جس میں مختلف النوع قسم کی تعریفیں متعارف ہیں، لبرل ازم سے متاثر سماج کی تعریف کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ آپسی مماثلت، روشن خیالی کی ایسی تصویر اور قیاس پیش کی جائے کہ لوگ اس کی خوشنمائی، حریت پسندی میں کھوئے رہیں، لبرل ازم کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ یہ سولویں صدی عیسوی کے اوائل میں یورپ کے بیشتر ممالک میں اپنی جڑیں گاڑنے میں کامیاب ہوئی تھیں، لوگوں نے اس کی آزاد اور روشن خیالی کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کے چنگل میں کچھ اس طرح جکڑ دیئے گئے کہ اس سے چھٹکارا پانا اب اس قوم کے لئے ممکن نہیں رہا، دین ومذہب اب ان کے نزدیک ایک اضافی چیز شمار ہونے لگی ہے، لبرل ازم نے جس طرح یورپی معاشرہ کو متاثر کیا اب اس کی حیاء سوز سہل پسندی، چمک دمک سے مسلم معاشرہ تیزی کے ساتھ متاثر ہورہا ہے، کیونکہ لبرل ازم کے پیروکار کے اہداف میں مسلم معاشرہ میں ذہنی وتہذیبی مسادات، دین سے بیزاری کو پروان چڑھانا سرفہرست ہے۔ جس کے اثرات سے آج مسلم معاشرہ کا ایک بڑا طبقہ متاثر ہورہا ہے جبکہ اسلامی تعلیمات اپنے ماننے والوں کے لئے ہر موقعہ پر کامیاب رہنما خطوط متعارف کراتی ہیں، سماجی معاشرہ کو فطرت سے قریب تر ماحول کا پابند دیکھنا چاہتی ہیں، معاشرتی، تہذیبی اور تمدنی خوبی کی تلقین کرتی ہیں جو اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی رہن سہن کے لئے متاثر کن ثابت ہوں، اسلام خاص کر اپنے پیروکار کو معاشرہ کی تشکیل میں شریعت کے اصولوں کو ہر آن ملحوظ خاطر رکھنے کا بھی پابند دیکھنا چاہتا ہے تاکہ اسلامی معاشرہ لوگوں کے لئے ایک مثال اور نمونہ بن سکے لیکن موجودہ دور میں کیا ہم اسلامی معاشرہ کے لئے وضع کردہ خطوط پر گامزن ہیں، معاف کیجئے گا عالمی سطح پر جو پیمانہ ایک صحت مند معاشرہ کے لئے متعارف ہے اس کے برتنے میں بھی ہم دیگر اقوام سے بہت پیچھے ہیں، ہمارا معاشرہ مذہب کے تعلق سے کہیں نہ کہیں جذباتیت کا شکار ہے جو ایک ذہنی مرض کے مترادف ہے، اس طرح کی جذباتیت بعض اوقات ہمارے سماج ومعاشرہ کے لئے نقصان کا باعث بنتا ہے، سماجی فلاح وبہود کی تشکیل میں اسلامی شریعت نے جس قدر انسان کو فطرت سے قریب کرنے پر زور دیا ہے اس کی تعلیمات سے ہم بہت پہلے ہی دور جا چکے ہیں ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں مسلم معاشرہ جس قدر شریعت کی پامالی کا مرتکب ہورہا ہے وہ ایک لمحہ فکریہ ہے، اگر یوں کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ہمارا معاشرہ پوری طرح سے پراگندہ ہوچکا ہے، ہم داخلی طور پر آپسی رسہ کشی اور مادیت پرستی کی ہوس سے اپنے کو فارغ نہیں کرپارہے ہیں، ان عیوب کے ساتھ ہمارے لئے کوئی اخلاقی جواز نہیں بچتا ہے کہ ہم کسی پر انگلی اٹھاسکیں یا کسی غیر مسلم معاشرہ پر نکیر کرسکیں، اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے کو ایک صالح اور پاک معاشرہ کی تشکیل کے لئے بیدار ہوں، کیونکہ موجودہ کشمکش کے دور میں اندورنی خلفشار نے ہمیں اخلاقی ومعاشرتی طور پر پژمردہ کردیا ہے، نتیجہ یہ ظاہر ہورہا ہے کہ ہم اپنی تہذیبی وتمدنی وراثت سے دور ہوتے جارہے ہیں، جس نے ہمارے فکر ونظر کو ایک طرح سے مفلوج کررکھا ہے، آج ہم جن سماجی برائیوں کے شکار ہورہے، اس نے ہمارے معاشرے کو کھوکھلا کرکے رکھ دیا ہے، خاص کر مسلم سوسائٹی میں اخلاقی پسماندگی اور باہمی چپقلش جس شدومد کے ساتھ دیکھی جارہی ہے۔ الامان الحفیظ، اس معاشرتی بدتہذیبی کو سپرقرطاس کرنے میں بھی کراہت محسوس ہوتی ہے، کیا ہم جہالت کی اس گیرائی میں جاپہنچے ہیں جہاں سے واپس آنا اب ہمارے بس میں نہیں رہا؟، ہمارے اندر مادیت پرستی کی ہوس اس درجہ اپنی جڑیں مضبوط کرچکی ہے جس سے چھٹکارا پانا فی الحال ناممکن سا لگ رہا ہے، حقیقت یہ بھی ہے کہ اب ہمارا اعتماد اپنے خواص پر بھی کم ہے ان کی باتوں سے ان سنی کی جارہی ہے جس کی وجہ سے بھی ہم عدم تحفظ، ذہنی پسماندگی اور معاشی طور پر الجھنوں کا شکار ہورہے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کب تک ہم اس طرح کی لاابالی پن سے نبردآزما رہیں گے؟، کسی اہل دانش نے کہا تھا کہ جب معاشرہ میں مادیت پرستی عام ہوجائے تو تخلیقی سوچ ناپید ہوجاتی ہے، اور تخریبی سوچ ایک نئے روپ میں جنم لیتی ہے جو بے جا تناؤ کا سبب ہے بن جاتی ہے حدیث نبوی کا مفہوم ہے کہ میں اعلیٰ اخلاقی شرافتوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

قوموں کی تاریخ پر نظر رکھنے والے ایک عظیم مفکر نے لکھا ہے کہ دنیا میں عروج اور ترقی حاصل کرنے والی قوم ہمیشہ اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہے جب کہ برے اخلاق کی حامل قوم زوال پذیر ہوجاتی ہے۔ یہ وہ اسباب ہیں جس نے ہماری معاشرتی زندگی کو اندر سے کھوکھلا کررکھا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایک ایسے سماج اور سوسائٹی کی تعمیر کے لئے قدم بڑھائیں جس کے سایہ تلے ہماری نسلیں پروان چڑھ سکیں اور دینی ودنیاوی لحاظ سے اپنے کو مامون ومحفوظ تصور کرسکیں۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ پرفتن دور میں ہم سب کو سماجی فلاح وفکری توازن کو برقرار رکھتے ہوئے آگے کی منزل کا تعین کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ فکر وآگہی کا اسلامی شعور پروان چڑھ سکے، جو ہماری آنے والی نسلوں کے دین وایمان کی آبیاری کا سامان مہیا کرسکے اور الحادی وارتدادی فتنہ سے بچنے کا وسیلہ بن سکے ہمیں اس نازک دور میں اپنے خواص کو بھی گلے لگانا ہوگا اور ان کی باتوں پر کان دھرنے کی سعی بھی کرنی ہوگی تاکہ بداعتمادی کی جو فضا پیدا ہوگئی ہے اسے کما حقہ دور کیا جاسکے۔

Scanned with CamScanner

ابن بطوطہ کا دورہ ہند-ایک جائزہ

ولید بدران (بی بی سی)

13 جون 1325 کو ایک مراکشی نوجوان ابوعبداللہ محمد ابن بطوطہ نے ایک تاریخی اور غیر معمولی سفر شروع کیا۔ آئندہ تین دہائیوں کے دوران انھوں نے شمالی افریقہ کے وسیع علاقوں سے لے کر چین کا دورہ کرلیا۔ انھوں نے 14 ویں صدی کے حوالے سے وہ اہم باتیں بتائیں جو اس سے قبل لوگ نہیں جانتے تھے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیا کے مطابق ابن بطوطہ 24 فروری 1304 کو مراکش میں پیدا ہوئے۔ انھیں قرون وسطیٰ کا عظیم مسلم ایکسپلورر کہا جاتا ہے۔ انھوں نے ایک لاکھ 20 ہزار مربع کلومیٹر طویل سفر کیا اور ایک مشہور سفرنامہ بھی تحریر کیا۔ اس سفر میں قریب تمام اسلامی ممالک کے علاوہ چین اور سوماترا (موجودہ انڈونیشیا) شامل تھے۔

ابن بطوطہ کی ابتدائی زندگی اور سفر کا آغاز: وہ مراکش کے شہر طنجہ میں اسلامی سکالروں کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے۔ انھیں ابتدائی طور پر اسلامی قوانین اور قرآن کی تعلیم دی گئی۔ تاہم وہ ایک جگہ بیٹھ کر اپنی زندگی نہیں گزارنا چاہتے تھے۔ انھیں زندگی کا مقصد تلاش کرنے کا جنون تھا اور شاید اسی لیے ان میں حج کی ادائیگی کی خواہش پیدا ہوئی۔ 21 سال کی عمر میں ابن بطوطہ طنجہ سے حج کی نیت سے نکلے۔ اس وقت تک انھیں معلوم نہیں تھا کہ ان کی آگے کی زندگی سفر میں گزر جائے گی۔ ان کا ابتدائی ہدف مقدس شہر مکہ تھا مگر مذہبی عقیدت، ادبی دلچسپی اور جذبے کی بدولت یہ سفر انھیں کہیں آگے لے گیا۔ شمالی افریقہ میں ابن بطوطہ کے سفر کا آغاز خطرے سے بھر پور تھا جہاں انھیں مشکل صحرا اور ڈاکوؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ مغربی خطے سے گزرے جہاں انھوں نے کئی قبصوں اور شہروں کا دورہ کیا جیسے تلمسان اور بجایہ جو موجوہ الجزائر میں واقع ہیں۔ انھوں نے تیونس اور طرابلس (موجودہ لیبیا کے دارالحکومت) کا بھی دورہ کیا۔ مصر آمد پر ابن بطوطہ قائرہ کے عظیم شہر کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ یہ قدیم دور کے ان شہروں میں شمار ہوتا تھا جہاں سب سے زیادہ چہل پہل تھی۔ وہاں وہ سلطنت مملوک کی عظیم مساجد، مصروف بازاروں اور علمی اداروں میں گئے۔ انھوں نے سکندریہ کا بھی دورہ کیا۔ شروع میں وہ صرف حج کرنا چاہتے تھے اور اس کے بعد مصر، شام اور حجاز کے معروف مذہبی سکالر اور صوفی بزرگوں کے حوالے سے تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس علم نے انھیں عدالتی پوزیشن کے لیے اہل بنایا۔ اسلامی تعلیم کے سابق طالبعلم کی حیثیت نے انھیں کئی مواقع فراہم کیے۔ وہ حکمرانوں کے درباروں میں قابل احترام مہمان بنتے تھے۔ مصر میں اپنے سفر کے دوران ان میں مزید جنون پیدا ہوا۔ انھوں نے دنیا کے کئی حصے دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے ساتھی وہاں تجارت، زیارت یا تعلیم کے لیے سفر کرتے تھے۔ مگر ابن بطوطہ کے اندر نئے ملکوں اور نئے لوگوں کو جاننے میں دلچسپی تھی۔ کئی سلطانوں، حکمرانوں اور گورنروں نے ان کا استقبال کیا اور ان کی مدد کی جس کی بدولت وہ یہ سفر جاری رکھ پائے۔

حج کے بعد بھی سفر نہ تھما: قاہرہ سے ابن بطوطہ بالائی مصر کی طرف چل پڑے اور بحیرہ احمر سے لوٹ کر شام کا دورہ کیا جہاں وہ مکہ جانے والے ایک قافلے میں شامل ہوگئے۔ 1326 میں حج ادا کرنے کے بعد وہ شمال میں عراق گئے۔ انھوں نے بغداد کا دورہ کیا جو کہ خلافت عباسی کا سابقہ گڑھ تھا۔ ایران میں وہ آخری منگول ابوسعید سے ملے۔ انھوں نے اصفہان اور شیراز شہروں کا دورہ کیا جن کی ثقافت اور ادبی زندگی سے وہ کافی متاثر ہوئے۔ ابن بطوطہ نے 1327 سے 1330 تک مکہ اور مدینہ میں خاموش زندگی گزاری مگر یہ وقفہ مزید طویل نہ ہوسکا۔ حج ان کے لیے ایک روحانی سفر تھا۔ اس دوران وہ اسلامی دنیا کی مختلف ثقافتوں اور لوگوں سے ملے۔ اس نے ان میں مزید سیاحت کا جذبہ پیدا کیا۔ وہ جدا سے ایک بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ انھوں نے بحیرہ احمر سے یمن کا سفر طے کیا پھر دوبارہ عدن کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ جدہ سے ایک بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ اپنے پیروکاروں کے ایک دستے کے ساتھ بحیرہ احمر کے دونوں ساحلوں سے یمن کی طرف روانہ ہوئے، اسے زمینی راستے سے عبور کیا۔ عدن سے دوبارہ روانہ ہوئے اور اس بار انھوں نے افریقہ کے مشرقی ساحل سفر سے کیا۔ انھوں نے تجارتی شہروں جیسے کلوا (تنزانیہ) کا دورہ کیا۔ واپسی کا سفر انھیں جنوبی عرب، عمان، ہرمز، جنوبی فارس اور خلیج کے پار 1332 میں مکہ واپس لے گیا۔

ہندوستان کا سفر: مکہ میں ان کے ذہن میں ایک نیا منصوبہ بنا۔ جب انھوں نے دہلی کے سلطان محمد بن تغلق اور مسلم علما کی شاندار سخاوت کے بارے میں سنا تو انھوں نے اس دربار میں اپنی قسمت آزمانے کا فیصلہ کیا۔ ایک بالواسطہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو کر ابن بطوطہ شمال کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ مصر اور شام سے گزر کر دوبارہ ایک جہاز لے کر ایشیا مائنر (اناطولیہ) پہنچے جہاں انھوں نے کئی سمتوں سے 'ترکوں کی سرزمین' کو ایک ایسے وقت میں عبور کیا جب اناطولیہ بہت سی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں وہ سلجوق سلطنت کے خاتمے اور سلطنت عثمانیہ کے عروج کے بارے میں قابل اعتماد ذرائع بن گئے۔ تمام مقامی حکمرانوں نے ابن بطوطہ کا فراخدلی سے استقبال کیا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مطابق بازنطینی دارالحکومت کے بارے میں ابن بطوطہ کا حوالہ واضح اور درست ہے۔ اگرچہ انھوں نے اپنے ساتھی مسلمانوں کے غیر مسلموں کے بارے میں سخت خیالات ظاہر کیے تاہم دوسرے روم کے بارے میں ان کا بیان انھیں کسی حد تک متجسس آدمی کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ تاہم وہ ہمیشہ غیر مسلم ممالک کی نسبت عالم اسلام میں زیادہ خوش محسوس کرتے تھے، چاہے وہ مسیحی، ہندو یا بت پرست ہوں۔ قسطنطنیہ سے واپسی پر انھوں نے ہندوستان کی سمت میں اپنا سفر جاری رکھا۔ انھوں نے ایک قافلے کے ساتھ وسطی ایشیا کا سفر کیا جہاں انھوں نے بخارا، سمرقند اور بلخ کے قدیم شہروں کا دورہ کیا۔ ان سبھی پر منگول حملے کے اثرات موجود ہیں۔ انھوں نے خراسان اور افغانستان سے ہوتے ہوئے کچھ پیچیدہ راستے اختیار کیے اور ہندوکش پہاڑی سلسلے کو عبور کرنے کے بعد ہندوستان اور دہلی سلطنت پہنچے۔ وہاں وہ سلطان محمد بن تغلق کے سامنے حاضر ہوئے جنھوں نے انھیں قاضی مقرر کیا۔ ابن بطوطہ نے ہندوستان میں کئی سال گزارے جہاں انھوں نے اس معاشرے کی پیچیدگیوں اس کی انتظامیہ اور مختلف مذہبی روایات کے درمیان تعلق کا مشاہدہ کیا۔ ابن بطوطہ نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں ان کی حیثیت خطرے سے خالی نہیں۔ سخاوت اور ظلم کے ایک غیر معمولی مرکب سلطان محمد بن تغلق نے ہندوستان کے زیادہ تر حصے کو مسلمانوں اور ہندوؤں پر ایک آہنی ہاتھ سے کنٹرول کیا۔ ابن بطوطہ نے سلطان اور اس کی حکمرانی کی تمام شان وشوکت اور ناکامیوں کا مشاہدہ کیا اور اپنی زندگی کے لیے روزانہ خوفزدہ رہے کیونکہ انھوں نے بہت سے دوستوں کو اس کا شکار ہوتے دیکھا۔ ابن بطوطہ کی جانب سے سلطان محمد ابن تغلق کے کردار کی عکاسی نفسیاتی بصیرت کا ایک غیر معمولی نمونہ تھا جس میں ان کا خوف اور ہمدردی دونوں عیاں تھا۔ سلطان نے ابن بطوطہ کو 1342 میں چینی حکمران کے لیے اپنا سفیر مقرر کیا۔ ابن بطوطہ نے بغیر کسی افسوس کے دہلی چھوڑ دیا لیکن یہ سفر مزید خطرات سے بھرا ہوا تھا کیونکہ سفارتخانے پر ہندو باغیوں نے حملہ کیا تھا۔ وہ مشکل سے اپنی جان بچا کر نکلے۔ جنوب مغربی ہندوستان کے مالابار ساحل پر انھوں نے خود کو مقامی جنگوں کے درمیان پایا۔ ان کا جہاز آخر کار کالی کٹ (اب کوزی کوڈ) کے قریب تباہ ہوگیا۔ وہ اپنی قیمتی اشیا اور چینی شہنشاہ کو پیش کیے جانے والے تحائف سے محروم ہوگئے۔ سلطان کے غضب سے خوفزدہ ہو کر ابن بطوطہ نے مالدیپ جانے کا انتخاب کیا جہاں انھوں نے تقریباً دو سال بطور جج گزارے۔ مالدیپ سے انھوں نے سری لنکا کا سفر جاری رکھا جہاں انھوں نے سرسبز مناظر اور بدھ مت کے مندروں کی سیر کی۔ جنوب مشرقی ہندوستان میں کورومینڈیل ساحل پر اپنے جہاز کے تباہ ہونے کے بعد وہ دوبارہ مالدیپ پھر بنگال اور آسام گئے۔ اس وقت انھوں نے چین کے لیے اپنا مشن دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور سماترا کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں مسلمان سلطان نے انھیں ایک نیا جہاز دیا اور وہ چین کے لیے روانہ ہوئے۔ ابن بطوطہ جہاں بھی گئے، انھوں نے ان جگہوں، لوگوں اور ثقافتوں کو تفصیل سے درج کیا۔

چین کا دورہ اور واپسی: ابن بطوطہ کے سفر کا سب سے نمایاں مرحلہ ان کا چین کا سفر تھا۔ 1345 میں وہ کوانزو کے ہلچل سے بھرے تجارتی مرکز میں پہنچے۔ چین کے بارے میں ابن بطوطہ کی تحریر ایسی دنیا کی جھلک پیش کرتی ہے جسے اس سے قبل محض چند ہی یورپی یا عربوں نے خود دیکھا ہوگا۔ وہ بیجنگ میں شاہی دربار کی شان وشوکت، چینی تہذیب کی ترقی اور چینی طرز حکمرانی پر حیران رہ گئے۔ انھوں نے نوٹوں میں تجارت کے وسیع نیٹ ورک کی تفصیل لکھی۔ ابن بطوطہ کا چین کا سفر ہمیں قرون وسطیٰ میں باہمی روابط کے بارے میں بتاتا ہے جس میں تجارت اور سفارتکاری کا عمل دخل رہتا تھا۔ مشرق بعید میں اپنے وسیع سفر کے بعد ابن بطوطہ نے 1346 میں سماترا، مالابار اور خلیج کے راستے بغداد اور شام کے ذریعے مراکش واپسی کا سفر شروع کیا۔ شام میں انھوں نے 1348 میں بلیک ڈیتھ کی تباہ کاریوں کا مشاہدہ کیا۔ وہاں اور مصر کے کئی شہروں کا دوبارہ دورہ کیا۔ اسی سال انھوں نے مکہ جا کر اپنا آخری حج کیا۔ وہاں سے وہ مصر چلے گئے جہاں سے وہ سکندریہ، تیونس، سارڈینیا اور الجزائر کی طرف روانہ ہوئے۔ نومبر 1349 میں وہ مراکش کے شہر فاس پہنچے۔ لیکن اب بھی دو مسلم ممالک ہیں جن کا انھیں ابھی تک علم نہیں۔ واپسی کے فوراً بعد وہ غرناطہ کی بادشاہی میں گئے جو موریش سپین کی آخری باقیات تھی۔ دو سال بعد (1352 میں) وہ مغربی سوڈان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آخری سفر (صحارا کے پار مغربی افریقہ تک) سلطان کے حکم سے غیر ارادی طور پر کیا گیا تھا۔ صحارا کو عبور کرنے کے بعد انھوں نے ایک سال مالی سلطنت میں گزارا جو طاقت کے عروج پر تھی۔ ان کی تحریر میں منسا سلیمان کے دور کا حوالہ تاریخی اعتبار سے کافی اہم سمجھا جاتا ہے۔ 1353 کے آخر میں ابن بطوطہ مراکش واپس آئے اور سلطان کی درخواست پر مصنف ابن جوزی کو اپنی یادداشتیں لکھیں جنھوں نے ابن بطوطہ کے سادہ نثر کو آرائشی انداز اور اشعار کی آیات سے مزین کیا۔ اس کے بعد ابن بطوطہ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی موت سے قبل مراکش کے ایک قصبے میں قاضی کے طور پر خدمات انجام دیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مطابق غالبًا ان کی وفات 1368، 1369 یا 1377 میں ہوئی اور انھیں ان کے آبائی شہر تانگیر میں دفن کیا گیا۔

ابن بطوطہ نے دنیا میں مثال قائم کی: ابن بطوطہ کا سفر ایک اندازے کے مطابق 120,000 مربع کلومیٹر پر محیط تھا۔ انھوں نے اس اعتبار سے مشہور اطالوی ایکسپلورر مارکو پولو کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کے تفصیلی مشاہدات اور وضاحتیں 14 ویں صدی کی دنیا میں ایک منفرد تصویر پیش کرتی ہے۔ اس میں مختلف خطوں کے جغرافیہ، ثقافتوں، معیشتوں، مناظر اور سیاسی حالات کے بارے میں قیمتی خیالات ہیں۔ ان کی تحریر قرون وسطیٰ کے عروج کے زمانے میں اسلامی دنیا کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اس میں وسیع تجارتی نیٹ ورک، فکری تبادلے اور ثقافتی روابط کے بارے میں خاص معلومات ہے۔ ابن بطوطہ کے سفر سے ظاہر ہوا کہ حج اسلامی دنیا میں ایک ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو متحد کرتی ہے۔ اس دوران خیالات کا تبادلہ ہوتا ہے اور مسلمانوں کو مشترکہ شناخت کا احساس ہوتا ہے۔ ابن بطوطہ کے سفر نے جغرافیہ، تاریخ اور بشریات کے شعبوں پر دیرپا اثرات مرتب کیے کیونکہ انھوں نے ان مقامات اور ثقافتوں کے بارے میں بتایا جن سے مغرب لاعلم تھی۔ انھوں نے مورخین اور محققین کو معلومات کا ایک خزانہ فراہم کیا۔ ان کی کتاب کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور دنیا بھر کے سکالرز اب بھی اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور حوالہ دیتے ہیں۔ اپنے سفر کے دوران انھوں نے کم از کم 60 حکمرانوں اور بہت سے وزیروں، گورنروں اور دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور اپنی کتاب میں ان 2000 سے زائد لوگوں کا ذکر کیا جن کو وہ ذاتی طور پر جانتے تھے یا جن کی قبروں پر وہ جاتے تھے۔ ان لوگوں کی اکثریت کی شناخت آزاد ذرائع سے کی جا سکتی ہے اور ابن بطوطہ کے مواد میں ناموں یا تاریخوں میں حیرت انگیز طور پر کچھ غلطیاں بھی ہیں۔ ان کی کتاب میں خود ان کی شخصیت کے حوالے سے دلچسپ پہلو سامنے آتے ہیں۔ قارئین کو 14 صدی کے ایک مڈل کلاس مسلمان کے بارے میں پڑھنے کو ملتا ہے جو خود شریعت اور صوفی راستے کے بیچ جھول رہا ہے اور ایک وقت میں دونوں میں مہارت رکھتا ہے۔ وہ کوئی گہرا فلسفہ بیان نہیں کرتے بلکہ اپنی زندگی کی حقیقت تسلیم کرتے ہیں۔ اس دوران وہ مستقبل کی نسلوں کے لیے اپنی اصل شخصیت اور ارد گرد کے حالات کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ ابن بطوطہ کا غیر معمولی سفر اس بات کو ثبوت ہے کہ علم کی پیاس انسان کو کہیں بھی لے جا سکتی ہے جو کہ تاریخ میں انسانیت کے ساتھ اکثر ہو چکا ہے۔ ان کے سفر کا مقصد محض ذاتی تفریح نہیں بلکہ اس سے انھوں نے دنیا کے بارے میں اہم معلومات بٹوری۔ ابن بطوطہ کو آج بھی عظیم ایکسپلورر مانا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے سفر اور متنوع روابط سے کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

ہماری بے وزنی کے اسباب......

عبدالرشید طلحہ نعمانی

قوموں کا عروج وزوال اگر چہ قانون فطرت کے مطابق ہوتا ہے؛ تاہم ایسانہیں ہوتا کہ اس میں اسباب وعوامل کومطلق دخل نہ ہو؛ بل کہ کسی بھی قوم کی ترقی و تنزلی میں مختلف اسباب وعلل فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں، حالات کے مدوجزر کو دیکھتے ہوئے انہیں معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ بالخصوص ایک مسلمان کے لیےتو بالکل دشوار نہیں کہ وہ فراست ایمانی رکھتا ہےاوراللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مزید برآں اس کے سامنے کتاب وسنت کے کھلے اوراق ہیں جو ہر موقع پر کامل رہبری اور بھر پور رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ اس بات سے کسی بھی ہوش مند کواختلاف نہیں ہونا چاہیے کہ حالات کا رخ موڑنے اور تازہ انقلاب برپا کرنے کے لیے ان پر صرف سیاسی نقطۂ سے غور کر لینا اور ممکنہ اسباب اختیار کر لینا کافی نہیں ہے؛ بل کہ اہل ایمان ہونے کی حیثیت سے انفرادی واجتماعی سطح پر دینی صورت حال کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے کہ ہمارے اعمال کیسے ہیں؟ ہم میں دین داری کتنی ہے اور شریعت بیزاری کتنی؟ طاعت ومعصیت کے جذبات میں کون غالب ہیں؟ وغیرہ۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فتنوں سے خبر دار وآگاہ کرنے کے لیے بہت سی پیشین گوئیاں فرمائی ہیں، جن میں امت کے زوال وانحطاط کے اسباب کا ذکر بھی موجود ہے اوراس کا یقینی حل بھی۔

ایران کے ایک سخت گیر فرماں روا نادر شاہ نے ہندوستان کے دارالحکومت دہلی پر زبردست حملہ کیا اور وہ لوٹ مار کی کہ گلیاں خون سے بھر گئیں، ہر کوچے میں انسانی لاشیں بکھر گئیں، کسی کے لیے کوئی امان نہ تھی، ہر گردن پر خونخوار تلوار کھنچی ہوئی تھی، سب حیران وششدر تھے کہ یہ کیا ہوا؟ جب نادر شاہ نے قتل عام بند کیا، اور رہے سہے لوگوں کے حواس درست ہونے شروع ہوئے، تو کسی نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حضرت! یہ سب کیا ہوا؟ انھوں نے ایک جملے میں جواب دیا، وہ جملہ صفحاتِ تاریخ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا، انھوں نے کہا: ’’شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت‘‘ یعنی ہماری بدعملی نے پروردگار عالم کو ناراض کیا، اور وہی بداعمالیاں نادر شاہ کی صورت میں ہم پر قہر وعذاب کا کوڑا بن کر برس گئیں۔ موجودہ حالات میں کیا بعید ہے کہ حکومت کے ناروا جبر وتشدد کا ایک بنیادی سبب ہمارے ہی اپنے اعمال ہوں، حقوق وفرائض میں ہماری کوتاہی ہو، منہیات ومحرمات کا بے جھجھک ارتکاب ہو۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں، میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، بندے جب میری اطاعت کرتے ہیں، تو ان کے بادشاہوں کے قلوب کو رحمت ومہربانی کے جذبے کے ساتھ ان پر متوجہ کرتا ہوں، اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے دلوں کو غصہ اور انتقام کے جذبے کے ساتھ ان کے اوپر بدل دیتا ہوں، تو وہ انھیں سخت عذاب کا مزا چکھاتے ہیں، تو اے لوگو! اپنے آپ کو بادشاہوں کے برا بھلا کہنے اور ان پر بددعا کرنے میں مشغول مت کرو، بلکہ ذکر اور دعا کے اندر اور گریہ وزاری میں خود کو مشغول کرو، تاکہ تمہارے بادشاہوں کے مقابلے میں مَیں تمہاری حمایت وکفایت کروں۔ (مشکوۃ شریف) حدیث بالا کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی نوراللہ مرقدہ ارقام فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ظلم وجبر کے مقابلے میں ظاہری تدابیر سے جو حد جواز میں ہوں، منع نہیں کرتا۔ دنیا میں اسباب کا سلسلہ مقاصد ونتائج کے ساتھ جڑا ہوا ہے، لیکن یہ اسباب دوہرے ہیں، انسان کو خارجی اسباب کے مقابلے میں داخلی اسباب پر توجہ زیادہ کرنی چاہئے، ہم حکومت کی غلط پالیسیوں کے خلاف دم خم دکھائیں، مظاہرہ کریں، تجویزیں پاس کریں، اپنی یکجہتی اور اتحاد کا منظر پیش کریں، سب بجا؛ لیکن اس سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ زیادہ اہتمام اس بات کا کریں کہ جس کمزوری کو پا کر حکومت ہمارے دین وملت پر حملہ آور ہے، اس کمزوری کو ہم دفع کریں، شریعت کو اور احکام اسلام کو پہلے ہم اپنی ذات پر، اپنے خاندان پر، اپنے معاشرہ پر نافذ کریں، چاہے وہ ہمارے نفس، ہمارے اغراض اور ہمارے ظاہری مفاد کے کتنا ہی خلاف ہو۔ (حدیث درددل)

حقیقی مرض کی تشخیص: امام ابوداؤد سجستانیؒ نے اپنی سنن میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں‘‘، تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’نہیں؛ بلکہ تم اس وقت بہت ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہوگے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں "وہن" ڈال دے گا‘‘، تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! وہن کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے"۔

غور کیجیے! آج اسی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت نے امت کو کہیں کا نہ چھوڑا، کیا فقیر، کیا امیر، کیا مرد، کیا عورت، کیا عالم، کیا جاہل، کیا خواص اور کیا عوام! ہر ایک فانی دنیا کے پیچھے پڑا ہوا ہے، مال ومنال، اسباب وجائیداد اور عزت وبرتری ہی مقصود زندگانی بن چکا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جب انسان پر حیات دنیوی کی درستی وآرائش کا شوق سوار ہوتا ہے تو صنعت وحرفت اور زراعت وتجارت کے ناپائیدار مشغلوں میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ مبداء ومعاد کی اس کو کچھ خبر نہیں رہتی اور ظاہر وباطن دونوں دنیا ہی کے ہو رہتے ہیں، قلب محبتِ دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور بدن اس کی اصلاح وتدبیر میں مصروف۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشن گوئی، صرف پیشن گوئی نہیں ہے؛ بلکہ مسلمانوں کے لیے پیغام عبرت ہے، درس نصیحت ہے، راہ نجات وہدایت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر وہ سبب جس سے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے، اور ہر وہ بات جس کے نتیجے میں موت ناخوشگوار معلوم ہوتی ہے، اسے اپنی زندگی سے خارج کریں، اگر ایسا کر لیا گیا، تو دشمنوں کو حوصلہ نہ ہوگا کہ وہ آپس میں مسلمانوں کے خلاف اس طرح دعوت دیں، جیسے وہ کوئی تر نوالہ ہوں؛ بلکہ ان کی ہیبت دلوں میں اس طرح بیٹھ جائے گی، کہ انھیں اٹھنے کا حوصلہ نہ ہوگا، دنیا کی محبت میں گرفتار شخص پر ناگواری اظہار کرتے ہوئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہلاک ہو دینار ودرہم اور چادر کا بندہ، اگر اس کو یہ چیزیں دی جائیں تو خوش ہو اور اگر نہ دی جائیں تو ناراض ہو۔ ایسا شخص ذلیل اور سرنگوں ہو جب اس کے کانٹا چبھے نہ نکالا جاوے۔ مبارک ہو وہ بندہ جو خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور قدم غبار آلود ہیں اگر لشکر کی حفاظت پر مقرر کیا جاوے تو لشکر کی حفاظت کرتا ہے اور لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت کے ساتھ لشکر کے پیچھے رہتا ہے، اگر لوگوں کی محفل میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی، یعنی گم نام، بے نام ونشان ہونے کے سبب مخلوق ایسے بندے کو بے قدر سمجھتی ہے۔ (مشکوۃ) اسی حب دنیا کا اندیشہ کرتے ہوئے ایک اور مقام پر قسم کھا کر فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے فقر وافلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے جس طرح تم سے پہلے والوں پر کشادہ کی گئی تھی پھر تم دنیا کی محبت ورغبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے والے گرفتار ہوئے تھے اور یہ دنیا پھر تم کو ہلاک کر دے گی جس طرح تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا تھا۔ (مشکوۃ)

جب دنیا میں حب جاہ بھی داخل ہے؛ بلکہ ہوسِ زر کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ومضر ہے اور اس سے دامن کا بچانا ذرا مشکل ہے۔ حب جاہ کے معنی ہے کہ انسان لوگوں کے قلوب پر قبضہ کرنا چاہے اور اس کی خواہش کرے کہ ان کے دل میرے مطیع بن جائیں میری تعریف کیا کریں۔ میری حاجت کے پورا کرنے میں لپکیں اور جان تک سے دریغ نہ کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ قرآن کا علم حاصل کریں گے، اور دین میں گہرائی تک پہونچیں گے ان کے پاس شیطان آئے گا اور کہے گا کہ تم اگر حکام کے پاس جا کر ان کی دنیا میں سے کچھ حصہ حاصل کر لو، اور اپنے دین کو بچا لو، تو کیا حرج ہے؟ آپ فرماتے ہیں سن لو! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، جیسے ناگ پھنی سے بجز کانٹے کے اور کچھ نہیں مل سکتا، ایسے ہی حکام کے قرب سے بجز گناہ کے اور کچھ نہیں پا سکتے۔ (طبرانی) آج امت میں یہ مرض بھی عام ہوتا جا رہا ہے، بے لوث ومخلص قائدین کا فقدان ہر طرف ہے، ہر کوئی اپنا نام چمکانے اور ملک گیری کی ہوس میں حد سے گزر جانے کو تیار ہے۔

الغرض دنیا وآخرت ایک دوسرے کی ضد ہیں، لہذا آخرت کا تذکرہ اور موت کی یاد انسان کے لئے نہایت لازم وضروری ہے؛ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس کا تفصیل کے ساتھ بار بار ذکر کیا گیا، تاکہ آخرت سے کوئی آدمی غافل نہ ہو، اور دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو جائے، حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ملک کے موجودہ حالات میں زوال کے اسباب سمجھنے، اجتماعی وانفرادی طور پر مستقل لائحہ عمل بنا کر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، بالخصوص اپنی زندگی، اپنے گھر اور اپنے خاندان سے انقلاب کا آغاز کرنے کی فکر نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ: ترقی کا معیار ....

سی بی آئی کا محکمہ اتنا مستحکم تھا کہ ھدھد نامی پرندہ بالکل سچی پکی رپورٹ دے رہا ہے، نہ جھوٹ بولتا ہے، نہ غلط بیانی کرتا ہے، نا ہی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ کسی دباؤ اور لالچ میں آتا ہے، یہ پرندہ لشکر سلیمان علیہ السلام کے قیام کے لئے آبی جگہ تلاش کرتا ہے، تاکہ فوج کو پانی کی دشواری نہ ہو نظم ونسق کا یہ عالم ہے کہ سب کی خبر گیری اور حاضری ہوتی ہے، اگر بظاہر کوئی غائب ہے تو تحقیق کی جاتی ہے اور اسے عذر پیش کرنے اور اپنی بات کرنے کا موقع اور آزادی دی جاتی ہے۔ کثرت کے باوجود ڈسپلین نہیں بگڑتا، حتی کہ چیونٹی جیسی معمولی مخلوق کو بھی جینے کا حق دیا جاتا ہے، آج کی طرح پوری پوری آبادی اور شہر کو ڈائنامنٹ کر کے قبرستان میں تبدیل نہیں کیا جاتا ہے، آپ خود فیصلہ کریں کونسی ترقی بہتر تھی یا ہے، وہ دور زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ اوراس کی ایجادات اور اختراعات زیادہ مفید تھی، جب کہ پورا نظام اپنی فطری حالت پر قائم تھا یا آج کا مفروضہ اور مزعومہ ترقیاتی دور؟ جب کہ نہ معلوم کتنے لوگ موت کے گھاٹ اتر گئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ پوری فضا زہر آلود، ہر شئے میں ملاوٹ، ہر نظام درہم برہم، انسانیت بلک اور سسک رہی ہے، دم ہے، نہ توڑ رہی ہے۔ پوری دنیا خود غرضی اور خدا فراموشی میں مبتلا۔ چین ہے نہ سکون، نہ راحت ہے نہ آرام، نہ لذت ہے نہ مزا، پھر بھی دعوی ہے ترقی کا، ذرا بھی انحطاط وتنزلی کا احساس نہیں، ترقی کا عفریت ایسا سوار ہے کہ ہر تخریب، تعمیر، ہر بربادی آبادی، ہر بدبختی خوش بختی، ہر ناکامی کامیابی، ہر پستی بلندی نظر آتی ہے، ایسے لوگوں کا حال ساون کے اندھے جیسا ہے جس کو ہر طرف ہریالی اور شادابی ہی نظر آتی ہے:

خواب دیکھنے اور خواب غفلت میں زندگی بسر کرنے کا نام ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتا، شیخ چلی کی طرح خیالی پلاؤ پکانے اور سنہرے خواب دیکھنے سے ترقی نہیں ہوتی، اس کے لئے ضرورت دانشمندی، ہوشمندی، منصوبہ بندی اور طویل جدو جہد اور قربانی کی ہوتی ہے، جب جا کہ ترقی ہوتی ہے ورنہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

امارت شرعیہ سے ماہانہ وظیفہ کے خواہش مند ۱۵؍محرم تک درخواست جمع کریں

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم حضرت مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اپنے ایک اخباری بیان میں اعلان کیا ہے کہ امارت شرعیہ ایک عظیم ملی وفلاحی ادارہ ہے، یہاں سے دیگر اہم کاموں کی طرح محتاجگان کی وقتی امداد کے ساتھ حضرت امیر شریعت کی منظوری سے باضابطہ ماہانہ وظیفہ بذریعہ بینک دیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق نئے ہجری سال (1446 ھ) کیلئے وظائف کی درخواستیں وصول کرنے کی کارروائی شروع کی جارہی ہیں، اس لئے امارت شرعیہ سے جن بیواؤں اور محتاجوں کو ماہانہ وظیفہ ملتا آرہا ہے اگر ان کی ضرورت واقعی باقی ہے، مدد کے محتاج ہیں اور آئندہ اپنا وظیفہ جاری رکھوانا چاہتے ہیں تو تجدید کا فارم بھر کر اپنے آدھار کارڈ اور بینک پاس بک کی کاپی کے ساتھ ۱۵؍محرم ۱۴۴۶ھ تک امارت شرعیہ بھیج دیں، اگر وقتی ضرورت نہ ہو تو بیت المال سے وظیفہ لینے کی درخواست ہرگز نہ دیں، وظیفہ فارم میں موجود سبھی خانوں کو صاف صاف بھریں، اگر خود سے نہ بھر سکیں تو کسی جانکار سے بھروالیں، خاص طور سے اکاؤنٹ کی تفصیلات (اکاؤنٹ میں موجود نام، اکاؤنٹ نمبر، بینک کا نام، بینک کا پتہ، آئی ایف ایس سی کوڈ) صاف صاف بھریں، وظیفہ کا نیا فارم امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر سے یا اپنے ضلع کے دارالقضاء سے حاصل کرلیں اور علاقہ کے قاضی شریعت، ارکان شوری، گاؤں کے نقیب، بلاک یا ضلع کمیٹی کے صدر، سکریٹری یا معزز شخصیات سے تصدیق بھی کرالیں اور بذریعہ پوسٹ یا دستی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتے پر بھیجیں۔ یاد رکھیں جن کی تجدید کی درخواست موصول نہیں ہوگی، ان کا وظیفہ آئندہ سال ۱۴۴۶ھ کے لیے جاری نہیں ہوگا، جدید بیوگان اور محتاجان کی درخواست بھی مذکورہ شرائط وتفصیلات کے ساتھ ۱۵؍محرم تک ہی قبول کی جائے گی۔

Scanned with CamScanner

برطانیہ کے عام انتخابات میں ہندنژاد شہریوں کا کردار

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

اگلے ماہ کی چار تاریخ کو برطانیہ میں عام انتخابات ہونے جارہے ہیں۔اگر یہ اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوتے تو سال کے آخری مہینوں میں ووٹ ڈالے جاتے مگر ہندنژاد وزیراعظم رشی سنک نے وقت سے پہلے چناؤ میں اترنے کا فیصلہ کیا ہے۔دراصل برسراقتدار کنزرویٹیو پارٹی کی مقبولیت کا گراف تیزی سے گررہا تھا۔ پارٹی کے اندر بھی نااتفاقیاں تھیں۔ بھلے ہی 14 سال سے یہ برسراقتدار ہے لیکن قیادت کے محاذ پر گزشتہ کچھ برسوں میں پارٹی میں کافی اتھل پتھل دیکھی گئی۔لہٰذا وزیراعظم سنک کا ماننا تھا کہ پارٹی کی داخلی نااتفاقیوں کو ختم کرنے اور عوام کا اعتماد بحال کرنے کیلئے چناؤ میں اترنا مناسب ہوگا۔اقتصادی محاذ پر ملک کو ملے فائدے سے انہیں اپنے اس منصوبے کو پائے تکمیل تک پہنچانے میں مدد ملی۔ بہرحال رشی سنک بھلے ہی اقتدار میں واپسی کا خواب دیکھ رہے ہیں، پر چناؤ رجحان اس کے برعکس ہے۔ یہ بتارہے ہیں کہ یہ چناؤ نہ صرف برطانی سیاست میں دوررس اثر ڈال سکتے ہیں بلکہ اسے بنیادی طور پر بدل بھی سکتے ہیں۔کئی میں تو مخالف لیبر پارٹی کی بڑی فتح کے امکان دکھائے جارہے ہیں۔حامیوں کی نظر میں یہ دوسری عالمی جنگ کے بعد پارٹی کی سب سے بڑی جیت ہوسکتی ہے۔دراصل سال 1997 میں ٹونی بلیر نے لبر پارٹی کو میانہ روای راہ پر چلا کر اور 'نیولبر' کی وکالت کرکے کنزرویٹیو پارٹی سے اقتدار چھینا تھا مگر 2010 میں ڈیوڈ کیمرن کی قیادت میں کنزرویٹیو ایم پی دوبارہ حکومت بنانے میں کامیاب رہے۔یہاں تک کہ برگزٹ کے بعد بھی انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور کنزرویٹیو پارٹی کو پارٹی آف 'گورننس' کہا جانے لگا۔اب لبر پارٹی بھی میانہ روی راہ پر چل رہی ہے۔

ویسے ان انتخابات میں چند چھوٹی پارٹیوں کا بھی اہم کردار ہوسکتا ہے مثلاً برگزٹ کے ایک اہم کردار نائزلے فراز کی 'ریفارم یوکے پارٹی' کنزرویٹیو کے ووٹ کاٹ سکتی ہے۔بیشک یہ بہت زیادہ نشستیں نہ جیت سکے، لیکن نئی پارٹی کے طور پر اپنی دھمک کا ضرور مظاہرہ کررہی ہے۔یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کنزرویٹیو پارٹی کے تئیں بے رخی کے سبب لوگوں کا اعتماد دوسری پارٹیوں میں بڑھا ہے۔ برسراقتدار پارٹی کے تئیں یہ ناراضگی یوں ہی نہیں پنپی ہے، خصوصاً کووڈ وبا کے بعد سے لوگوں کی معیشت بہت نہیں سنبھل سکی ہے۔ یہاں رہائش کا خرچ بڑھ گیا ہے اور مہنگائی بھی کم نہیں ہے۔لہٰذا یہ نظریہ زور پکڑرہا ہے کہ حکمرانی کیلئے بنی پارٹی اب ملک سنبھالنے کے اہل نہیں رہی۔اسی طرح مہاجرین کا مسئلہ بھی ایک بڑا انتخابی ایشو ہے۔کہا گیا تھا کہ برگزٹ کے بعد برطانیہ کو اس معاملے میں خودمختاری مل جائے گی لیکن اب تک ایسا نہیں ہوسکا ہے۔نیشنل ہیلتھ سروس جیسے سماجی کاموں میں فنڈ کی کمی، ٹیکس کا بڑھنا وغیرہ مدعے بھی کنزرویٹیو کی سیاسی زمین کمزور کررہے ہیں۔ یہ چناؤ برطانیہ میں رہنے والے قریب بیس لاکھ ہندنژاد شہریوں کیلئے بھی اہمیت رکھتے ہیں۔ان کا کردار انتخابات میں مسلسل بڑھ رہا ہے۔ وہاں ہندو-مسلم-سکھ سے متعلق مدعے بھی اٹھ رہے ہیں۔'ہندو فارڈیموکریسی' نامی گروپ نے ہندو منشور تک جاری کردیا ہے۔ پہلے ہندنژاد شہریوں کا ووٹ لبر پارٹی کو جاتا تھا لیکن جیسے جیسے یہ آبادی خوشحال ہوتی گئی اس کا رجحان کنزرویٹیو کی جانب بڑھتا گیا۔سال 2019 کے انتخابات میں دس سے زیادہ ہندوستانیوں کا چنا جانا اسی کی تصدیق کررہا تھا، جن میں رشی سنک ایک بڑا نام تھا۔ یہاں ہندوستانیوں کی شناخت بدل رہی ہے اور وہ قیادت کے کردار میں آنے لگے ہیں۔نتیجتاً ہندوستان سے جڑے مدعے انتخابات میں مؤثر دکھنے لگے ہیں۔اس کی جھلک گزشتہ انتخابات میں بھی دکھی تھی، جب ہندوستانی ہائی کمیشن کے سامنے خالصتانیوں کے تشدد آمیز مظاہرہ کی حمایت لبر پارٹی کے چند لیڈران نے کی تھی جس کی مخالفت میں ہندوستانیوں نے کنزرویٹیو کا ساتھ دے کر ان کو اقتدار دلادیا۔ ہندوستانیوں پر کنزرویٹیو کی گرفت اب بھی مضبوط ہے کیونکہ ان کی پالیسی ہندوستان کے مفاد میں رہی ہے۔اتنا ہی نہیں یہاں ہندوستانیوں کی ایک بڑی آبادی کاروبار میں ملوث ہے اور کنزرویٹیو کو کاروباریوں کی حامی پارٹی مانا جاتا ہے۔

ہندوستان سے جڑے مدعے یہاں کے انتخابات میں کس قدر حاوی رہتے ہیں۔اس کی ایک تازی مثال ہے، کنزرویٹیو پارٹی کے امیدوار کے ذریعے کشمیر کے مدعہ کو اٹھانا۔ کیونکہ برطانیہ کے چند حلقہ رائے دہندگان میں پاکستان سے آئے مہاجرین کا غلبہ ہے اس لئے یہاں ہند مخالف بیانیہ بھی خوب چلائے جاتے ہیں۔اس بار بھی کنزرویٹیو کے امیدوار مارکولونگی نے ایک خط لکھ کر رائے دہندگان سے اپیل کی کہ کشمیر کے مدعے کو اگر پارلیمان میں اٹھانا ہے تو لبر پارٹی کے بجائے ان کو ووٹ دیا جائے۔حالانکہ اس کا زبردست ردعمل سامنے آیا ہے۔خود کنزرویٹیو پارٹی کے اندر اس خط کو لیکر سخت مخالفت دیکھی گئی ہے دراصل یہاں ہندنژاد شہریوں کا کردار جس تیزی سے بدلا ہے، دونوں پارٹیاں خود کو ہند حامی بتانے کی کوشش میں ہیں۔اسی سبب گزشتہ چند برسوں میں برطانیہ نے ہندوستان کے تئیں اپنی سفارتی پالیسی بھی بدلی ہے۔ بہت پہلے کی بات نہیں ہے جب برطانیہ ہندوستان کے مقابلے پاکستان اور چین کے ساتھ کھڑا دکھتا تھا کیونکہ داخلی سیاست اسے اسلام آباد کے خلاف جانے نہیں دیتی اور بیجنگ کے ساتھ اس کے اہم اقتصادی رشتے تھے۔مگر ڈیوڈ کیمرن کی مدتِ کار میں یہ حالات بدلے اور دوطرفہ رشتے میں لگاتار اصلاح کی گئی۔خصوصاً برگزٹ کے بعد برطانیہ کو نئے بازار اور نئی خارجہ پالیسی کی ضرورت تھی جس کے سبب برطانیہ کے حکمرانوں نے ہند بحرالکاہل پر زور دینا شروع کیا۔ یہاں انہوں نے نئے معاونین تلاش کئے اور اقتدار میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ہند بحرالکاہل کا ایک بڑا کھلاڑی ہندوستان ہے اس لئے نئی دہلی کے ساتھ لندن نے اپنے اسٹیٹجک اور اقتصادی دونوں تعلقات میں سدھار کئے۔توقع کی جانی چاہیے کہ یہ رشتہ برطانیہ میں ممکنہ اقتدار کی تبدیلی کے بعد بھی قائم رہے گا کیونکہ ہندوستان ایک تیز ترقی پذیر معیشت ہے۔اس بات کا بھی بھروسہ ہے کہ اس آزاد تجارتی قرار (فری ٹریڈ ایگری منٹ) پر بھی اب حتمی رضامندی ہوجائے گی جس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ قبل از وقت چناؤ کے سبب اسے ٹال دیا گیا ہے۔اگر یہ قرار نافذ ہوا تو دونوں ممالک کے رشتہ ایک نئی بلندی پر پہنچ جائیں گے۔

بہار میں اسمبلی انتخاب کی آہٹ!

ڈاکٹر مشتاق احمد

حالیہ پارلیمانی انتخاب کے نتائج کے بعد ریاست بہار میں ایک طرف ہر ایک سیاسی جماعت اپنی فتح اور شکست کا احتسابی جائزہ لے رہی ہے تو دوسری طرف برسراقتدار قومی جمہوری اتحاد کی حکومت جس کی باگ ڈور نتیش کمار کے ہاتھوں میں ہے، وہ قدرے زیادہ فعال نظر آرہی ہے۔اندرونِ خانہ سے چھن چھن کر یہ خبر بھی آرہی ہے کہ وزیراعلیٰ نتیش کمار کی خواہش ہے کہ ریاست میں موجودہ اسمبلی کی مدت کار مکمل ہونے سے قبل ہی اسمبلی انتخاب کرایا جائے۔ایسا کیوں؟ آیئے اس کا جائزہ لے لیا جائے:

نتیش کمار کی قیادت والی جنتادل متحدہ اور ان کے اتحادی بی جے پی، لوک جن شکتی پارٹی (رام ولاس پاسوان) اور جیتن رام مانجھی کو ریاست میں پارلیمانی انتخاب میں خاطر خواہ فائدہ پہنچا ہے اور اس وقت ان کیلئے ماحول سازگار دکھائی دے رہا ہے۔عوام کو اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے کہ اسمبلی کا انتخاب قبل از وقت ہو لیکن سیاسی بساط پر شطرنج کی چالیں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی چلی جاتی ہیں۔اس لئے اگر وزیراعلیٰ نتیش کمار اسمبلی انتخاب قبل از وقت چاہتے ہیں تو وہ زمینی حقیقت کی بنیاد پر ہی ایسا کہہ رہے ہوں گے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پارلیمانی انتخاب میں انڈیا اتحاد کو جو امید تھی وہ پوری نہیں ہوسکی۔اگر راشٹریہ جنتادل کے سپریمو لالو پرساد یادو اور تیجسوی یادو اپنے گھریلو سیاسی مفاد سے اوپر اٹھ کر انتخابی میدان جیتنے کی جدوجہد کرتے تو شاید کچھ اور ہی نتیجہ ہوتا۔واضح رہے کہ ایک طرف وزیراعلیٰ نتیش کمار کے ساتھ انتہائی پسماندہ، دلت اور بھارتیہ جنتا پارٹی کی وجہ سے اعلیٰ طبقے کے ووٹروں کی صف بندی ہوئی تو دوسری طرف نتیش کمار کی اپنی شبیہ اور ان کے ذریعہ کئے گئے ترقیاتی کاموں نے ان کے حق میں فضا سازگار کی۔اس کے برخلاف، انڈیا اتحاد کی طرف سے تیجسوی یادو خود تو فعال رہے اور دن رات انتخابی جلسوں کے ساتھ ساتھ فضا ہموار کرنے کی کوشش کرتے رہے، مگر انتخابی اجلاس میں ان کے ساتھ کوئی دلت، انتہائی پسماندہ، مسلمان اور اعلیٰ طبقے کا کوئی ایسا چہرہ نہیں تھا جس سے عوام میں ایک مثبت پیغام جاتا۔مسلمانوں سے دوری بنائے رکھنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے کہ ادھر چند برسوں سے سیکولر سیاسی جماعتوں کو یہ خوف ہے کہ وہ اگر مسلم چہرے کو آگے رکھیں گے تو اس سے ان کا نقصان ہوگا۔ہم نہیں جانتے کہ مسلمانوں سے دوری بنانے کی کوشش اگر حکمت عملی ہے تو کتنی کارگر ہوگی مگر یہ طے ہے کہ مسلم طبقہ بھی اتنا نادان نہیں ہے کہ وہ ان احتیاطوں کو نہ سمجھے۔اررریہ جیسی سیٹ پر راشٹریہ جنتادل کے امیدوار کا ناکام ہونا اور پھر چھپرہ میں بھی لالو یادو کی صاحبزادی روہنی اچاریہ کو شکست فاش ہونا یہ اشارہ ہے کہ بہار میں کس طرح کی سیاست پروان چڑھ رہی ہے۔اس تلخ حقیقت سے تو کسی کو انکار نہیں کہ جہاں مسلم امیدوار ہوتے ہیں وہاں یادو طبقے کے ووٹوں میں بھی بکھراؤ نظر آتا ہے جبکہ مسلم رائے دہندگان ایمانداری سے سیکولر جماعتوں کے ساتھ رہتے ہیں گوکہ اس کا نقصان بھی ریاست کے مسلمانوں کو ہوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ پارلیمانی انتخاب کے نتائج کے بعد سیتامڑھی پارلیمانی حلقہ سے نومنتخب جنتادل متحدہ کے ممبر پارلیمنٹ دیویش چندر ٹھاکر نے تو اعلانیہ کہا کہ وہ مسلمانوں اور یادوؤں کا کوئی کام نہیں کریں گے۔انہوں نے اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ ان کے حلقے کے مسلمانوں اور یادوؤں نے انہیں ووٹ نہیں دیا ہے۔ظاہر ہے کہ دیویش چندر ٹھاکر نے جو کچھ کہا ہے اور اس پر جنتادل متحدہ کی طرف سے کوئی وضاحتی بیان نہیں آیا ہے تو اس کا مطلب صاف ہے کہ ریاست میں سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کا تو پہلے سے ہی موقف صاف ہے کہ خود وزیراعظم نریندر مودی پارلیمانی انتخابی جلسوں میں مسلمانوں کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرچکے ہیں لیکن جنتادل متحدہ کے سپریمو نتیش کمار نے کبھی بھی اس طرح کا بیان نہیں دیا اور وہ صرف اور صرف اپنے کام گنا کر ووٹ مانگتے رہے۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ خود دیویش چندر ٹھاکر پارلیمانی انتخاب لڑنے سے پہلے بہار قانون ساز کونسل کیلئے ترہت (مظفرپور) گریجویٹ حلقے سے انتخاب لڑتے رہے اور ایک سال پہلے جب کونسل کا انتخاب ہوا تھا تو اس وقت ریاست میں جنتادل متحدہ اور راشٹریہ جنتادل کی اتحادی حکومت تھی۔اس وقت نائب وزیراعلیٰ تیجسوی یادو تھے اور انہوں نے بھی دیویش چندر ٹھاکر کی کامیابی کے لئے مہم چلائی تھی۔

بہرکیف! ان دنوں ریاست میں یہ ہوا گرم ہے کہ وزیراعلیٰ نتیش کمار جلد ہی اسمبلی تحلیل کرسکتے ہیں اور ہریانہ، مہاراشٹر اور جھارکھنڈ کے اسمبلی انتخابات کے ساتھ بہار میں بھی انتخاب کے خواہشمند ہیں۔اگرچہ ریاست بہار کی کئی اسمبلی سیٹوں کے ضمنی انتخاب کی تاریخ کا اعلان ہوچکا ہے اور راجیہ سبھا کی دو سیٹوں کے لئے بھی ضمنی انتخاب ہونا ہے۔میرے خیال میں نتیش کمار کے حوالے سے جس طرح کی سیاسی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں اس میں بہت زیادہ دم نہیں ہے۔لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ برسراقتدار پارٹی کے ساتھ ساتھ اپوزیشن اتحاد بھی اسمبلی انتخاب کی تیاری میں لگ گیا ہے بالخصوص راشٹریہ جنتادل کے اتحادی کانگریس اور بایاں محاذ بھی حرکت میں ہیں اور اسمبلی انتخاب کے مدنظر اپنا لائحہ عمل تیار کررہے ہیں۔دراصل بہار میں وزیراعلیٰ نتیش کمار نے یہ اعلان کیا ہے کہ اسمبلی انتخاب سے پہلے پانچ لاکھ سے زائد بیروزگاروں کو روزگار دیا جائے گا اور اس کیلئے مختلف محکموں کی طرف سے اسامیوں کے اعداد وشمار بھی ذرائع ابلاغ میں آنے لگے ہیں۔وزیراعلیٰ خود اس میں دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے یہ بیانات بھی جاری کئے جارہے ہیں کہ پارلیمانی انتخاب میں انہوں نے جو روزگار کے متعلق وعدہ کیا تھا اسے جلد پورا کیا جائے گا۔ممکن ہے کہ ایسا ماحول اس لئے بنایا جارہا ہے کہ کبھی بھی اسمبلی انتخاب کا اعلان ہوسکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکموں کو ہدایات

مفتی حارث عبد الرحیم فاروقی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب آپؐ امور حکومت کے سلسلہ میں کسی شخص کو امیر بنا کر روانہ فرماتے تو ان کے اور عوام الناس کے نفع کے لئے چار قیمتی نصیحتیں فرماتے (۱) نیک کام پر ملنے والے اجر وثواب اور حاکم کی اتباع پر حاصل ہونے والے مقام ومرتبہ کو بیان کرنا، تاکہ لوگ ان بشارتوں کو سن کر نیک عمل پر جمیں اور حاکم کی اتباع کریں، اور ان کو خوشی وشادمانی میسر آئے (۲) عذاب الٰہی سے اتنا زیادہ مت ڈرا دینا کہ وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہو کر بددل ہو جائیں (۳) جو بھی اُن سے کام لینا یا جو حکم بھی اُن پر جاری کرنا اس میں نرمی وآسانی کے پہلو کو اختیار کرنا (۴) ان کی استطاعت سے زیادہ کام لے کر یا ان پر جو مقدار واجب ہے اس سے زیادہ رقم وصول کر کے ان کو مشقت میں مبتلا کرنے سے گریز کرنا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان اسلام سے قریب کرنے کے لئے ہے اور ابتداء میں شدت ترک کرنے کے سلسلہ میں ہے، کیوں کہ جب کوئی چیز ابتداء میں محبوب ہو جاتی ہے تو پھر دل خود بخود اس کی طرف مائل رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر شروع میں وعیدیں سنا کر ڈرا دیا جائے گا تو دل میں محبت پیدا نہیں ہوگی۔ (فتح الباری، ص 163 ج 1) حضرت علامہ کشمیریؒ نے اس پوری حدیث کا خلاصہ ذکر کیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ وعیدیں ہی مت سناؤ، بلکہ قرآن کریم کے اسلوب پر بشارت وانذار کو ساتھ رکھو، نصیحت کا انداز ایسا ہو کہ خوف وامید کی ملی جلی کیفیت پیدا ہو، کیوں کہ اگر خالی بشارتیں ہی سنائی جائیں گی تو آدمی رحمت کی امید کا سہارا لے کر بے خوف ہو جائے گا اور اگر ہمیشہ وعیدیں ہی سنائی گئیں تو بندہ خوفزدہ ہو کر رحمت الٰہی سے مایوس ہو جائے گا، اور یہ دونوں ہی کیفیتیں غیر مطلوب ہیں۔ اللہ کا اگر ایک طرف ارشاد ہے ''لا یأمن مکر اللّٰه الا القوم الخاسرون'' (اللہ کی تدبیر سے گھاٹا اٹھانے والے ہی مطمئن رہے ہیں) تو دوسری طرف فرمان ہے ''لا یائیس من روح اللّٰه الا القوم الکافرون'' اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں) مقصود یہ ہے کہ تعلیم وتبلیغ کے لئے حدیث میں درمیانی راہ اختیار کرنے کی تاکید ہے۔ صاحب تکملہ لکھتے ہیں کہ جس طرح سے دوسروں کو متنفر کرنے کی ممانعت ہے، اسی طرح خود انسان کی اپنی ذات کے لئے بھی یہ ممانعت ہے کہ وہ بہت زیادہ طول طویل عبادات جن پر مداومت ناممکن ہو اور جن سے نفس انسانی سخت مشقت میں پڑ جائے، نہ کرنا چاہئے، تاکہ خود یہ انسان بھی طاعت سے متنفر نہ ہو، ایسا عمل کرنا چاہئے جس پر مداومت ہو سکے۔ آپ کا فرمان ہے 'کلفوا ما تطیقون' (جتنا کر سکو اتنے کا اپنے آپ کو پابند کرو) (تکملہ فتح الملہم ص 23 ج 3)

عہد توڑنے والے کا انجام: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں ابن فلاں کی عہد شکنی ہے۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ باہمی معاہدات کا پاس ولحاظ رکھنا چاہئے، عہد شکنی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی وجہ سے قیامت کے دن عہد شکنی کرنے والے کو سخت شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا۔ جس نے جتنا بڑا عہد توڑا ہوگا اتنا بڑا قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا، اور یہ اعلان کیا جائے گا کہ یہ درحقیقت فلاں بندہ کی فلاں عہد شکنی ہے۔

امیر کی عہد شکنی کا بیان: حضرت ابو سعید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکنی کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جس کو اس کی عہد شکنی کے اعتبار سے بلند کیا جائے گا۔ خبردار کوئی شخص عہد شکنی کے اعتبار سے عوام کے امیر سے زیادہ بڑا عہد شکن نہیں ہے۔ اس حدیث کا حاصل بھی یہ ہے کہ عہد شکنی کرنا نہایت سنگین جرم ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی سخت سزا ہوگی اور عہد شکن کو بدترین رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا۔ چونکہ امیر درحقیقت عوام کا پاسبان ہوتا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ عوام کے ساتھ خیر خواہی کرے۔ ایسے میں اگر کوئی شخص امیر ہونے کے باوجود بدعہدی کرتا ہے تو یہ بدعہدی کی اعلیٰ قسم ہوئی اس لئے اس کی سزا بھی سخت ہوگی۔

عوام کی ضروریات پوری نہ کرنے پر وعید: حضرت عمرو بن مرہ سے روایت ہے کہ بیشک انھوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو مسلمانوں کے کسی کام پر امیر مقرر کر دیں پھر وہ شخص مسلمانوں کی ضروریات سے، ان کی درخواستوں سے اور ان کی غربت سے پردہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت اس کی درخواست اور اس کی غربت سے پردہ فرمالیں گے۔ چنانچہ حضرت معاویہ نے ایک آدمی کو لوگوں کی ضروریات پر مقرر فرمادیا۔ (ابوداود، ترندی) اور ایک روایت ترندی کی اور مسند احمد کی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حاکم کی ضرورت، درخواست اور غربت پر آسمان کے دروازوں کو بند فرمالیں گے۔ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسلمانوں کے امور کا نگہبان بنائیں تو اس کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی ضروریات کا خیال رکھے اور حتی الامکان ان کے مسائل کو حل کرے۔

رعایا کے لئے دروازے بند کرنے والا حاکم: حضرت ابوشماخ ازدیؒ اپنے چچازاد بھائی سے روایت کرتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے، پھر وہ اپنے دروازے کو مسلمانوں، یا مظلوموں یا ضرورتمندوں کے سامنے بند کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کی ضرورت محتاجگی کے وقت اپنی رحمت کے دروازے بند کر لے گا، جب کہ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بہت زیادہ محتاج ہوگا۔ جو حاکم لوگوں کی ضروریات سے قدرت کے باوجود صرف نظر کرتا ہے، حاجت مندوں اور مظلوموں کی فریادوں پر توجہ نہیں دیتا ہے، تو جب اس کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ اللہ سے اپنی حاجت کی تکمیل کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو رد کر دیتے ہیں، نیز اگر وہ کسی انسان کے پاس اپنی ضرورت لے کر جاتا ہے تو اللہ اس انسان کے دل میں خیال ڈال دیتا ہے کہ اس کی ضرورت نہ پوری کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ضرورت کے وقت پریشان رہتا ہے، لیکن اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے حاکم کو چاہئے کہ وہ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا رہے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری فرمائیں۔

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے کی ممانعت: حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قاضی دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ نہ کرے۔ (بخاری ومسلم) حاکم وقاضی کو چاہئے کہ خوب غور وفکر کے بعد فیصلہ کرے، غصہ کی حالت میں انسان غور وفکر نہیں کر پاتا ہے، اس لئے آپ نے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے، لیکن اگر کسی حاکم یا قاضی نے غصہ کی حالت میں فیصلہ کر دیا تو وہ کراہت کے ساتھ نافذ ہو جائے گا۔

(بقیہ صفحہ اول) ......اس قسم کے قوانین ساتویں فہرست میں آتے ہیں، جس میں ریاستوں کو بھی اپنے علاقہ میں اس قانون کو بدلنے اور نئے قانون بنانے کا حق دیا گیا ہے، چنانچہ تامل ناڈو، مغربی بنگال اور کرناٹک جیسی کئی غیر بی جے پی حکومت والی ریاستوں نے اس کے نفاذ کی مخالفت کی ہے، یہ مخالفت اس لیے کارگر ہے کہ قانون کا نفاذ ریاستوں کی پولس کے ذریعہ ہوگا، اور ریاستی پولیس وہی کرے گی جو وہاں کی حکومت چاہے گی، اس لیے کہ سب جگہ کی پولیس دہلی کی طرح مرکزی حکومت کے تابع فرمان تو ہے نہیں، اس لیے بغیر ریاستی حکومت کی مدد کے ان قوانین پر عمل ممکن نہیں ہے۔

دوسری دشواری یہ ہے کہ تحقیق اور جانچ کے لیے جن وسائل کو قانونی حیثیت دی گئی ہے، وہ وسائل اکثر وبیشتر تھانوں میں موجود ہی نہیں ہیں اس تکنیک کی تربیت پولیس والوں کو نہیں ہے، اس لیے عدم واقفیت کی وجہ سے کئی موقعوں پر ''مارے گھٹنہ پھوٹے سر'' مصداق سامنے آئے گا۔

نئے قانون میں پولیس حراست کی مدت بڑھانے کی وجہ سے پولیس کے ذریعہ کیے جارہے مظالم میں اضافہ ہوگا، جو معاملات ومقدمات یکم جولائی ۲۰۲۴ء سے قبل سے چل رہے ہیں ان پر ان قوانین کا اطلاق نہیں ہوگا، اور وہ پہلے ہی کی طرح جاری رہیں گے، نئے قوانین میں جلد فیصلے پر زور دیا گیا ہے، عدالتیں نئے مقدمات کو نمٹانے میں لگ جائیں گی تو پرانے مقدمات التوا میں رہیں گے، عدالتوں میں پہلے سے پانچ اعشاریہ تیرہ (5ء13)) کروڑ مقدمات التوا میں ہیں جن میں (3.59) کروڑ یعنی 69.9 فی صدی مقدمات فوجداری کے ہیں، ان مقدمات کا کیا ہوگا۔

آن لائن ایف آئی آر درج ہونے اور مدعی کو تھانے میں جسمانی طور پر حاضری سے الگ رکھنے کی وجہ سے ایف آئی آر کے اندراج میں تیزی آئے گی اور اس کا فائدہ اٹھا کر کئی لوگ غلط طریقے سے اپنے دشمن کو ٹھکانے لگانے میں سرگرم ہو جائیں گے، مقامی تھانے پر کام کا دباؤ بڑھے گا اور سیاسی دباؤ بھی فیصلہ بدلوانے میں اہم رول ادا کرے گا، سمری ٹرائل میں جلد فیصلے کی شکل تو بن سکتی ہے، لیکن متاثرین کو انصاف ملے گا، یہ کہنا ذرا مشکل ہے۔

قارئین کی آرا

''مولوی کو لوگ خاطر میں نہیں لاتے ہیں، مولوی ایک منجھا ہوا صحافی اور اچھا تجزیہ نگار ہو سکتا ہے، یہ مفروضہ نہیں ہے، حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی یہ تحریر (بہتّر نفری وزارت مسلم ندارد، مطبوعہ نقیب 64/74 شمارہ نمبر:۲۳) ان کے پختہ سیاسی شعور کی گواہ ہے، میں اس جاندار اور شاندار تحریر کے لیے انہیں مبارک باد دیتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ انہیں صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔'' (ڈاکٹر ریحان غنی۔ نامور صحافی)

''اٹھارہویں پارلیامانی انتخابی نتائج کا جائزہ (مطبوعہ نقیب 64/74 شمارہ نمبر:۲۲) بے حد شاندار اور جامع، مضمون کا ہر پیراگراف پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، اس عمدہ تحریر کے لیے آپ کو ڈھیر ساری مبارکبادی۔ (صفی اختر۔ نئی دہلی)

''بہت دنوں کے بعد حقیر کو موقع مل پایا کہ آج آپ کے تخلیق کردہ آرٹیکل ''ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں'' پڑھ کر آپ کے پیغام سے خوشی ہوئی، اللہ اسے ملت کے لیے مفید بنائے، مبارکباد کا نذرانہ پیش ہے۔ (صفی اختر۔ نئی دہلی)

''اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو تعب وتکان سے محفوظ رکھے، ابھی ایک تازہ مضمون ''مومن کامل کے اوصاف'' (مطبوعہ نقیب 63/73 شمارہ نمبر ۳۳) پڑھتا اور سمجھتا چلا گیا، خدا اس پر اس عاجز کو عمل کی توفیق بخشے، اللہ تعالیٰ حضور والا کو مزید صحت وعافیت بخشے، یقیناً ملت کو آپ سے اچھی اور بر وقت رہنمائی مل رہی ہے، آبروئے قلم سلامت۔ (مولانا عین الحق امینی۔ بیگوسرائے)

Scanned with CamScanner

طب وصحت

موسم برسات کی بیماریوں سے کیسے بچیں؟

ڈاکٹر آصف محمود جاہ

موسم برسات میں بارشوں اور سیلاب کے بعد مختلف قسم کی بیماریاں پھیلنے کا زبردست اندیشہ ہوتا ہے جو وبائی شکل اختیار کرسکتی ہیں۔ان بیماریوں پر قابو پانے کے لیے عمومی نوعیت کی آسان اور حفاظتی تدابیر پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے ہونے والی بیماریاں: پانی سے پھیلنے والی بیماریاں، ملیریا، آنکھوں کی بیماریاں، جلدی بیماریاں وغیرہ پیدا ہوجاتی ہیں۔

پانی سے پھیلنے والی بیماریاں

گندے پانی میں مختلف بیماریوں کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔جراثیم والا پانی پینے یا استعمال کرنے سے زیادہ تر معدے اور آنتوں کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔مثلاً ہیضہ، میعادی بخار، پیچش، ڈائریا (اسہال) بدہضمی، پیٹ کے کیڑے وغیرہ۔ان بیماریوں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر پر عمل کرنا ضروری ہے۔پینے کے لیے صاف پانی استعمال کیا جائے اور اگر ممکن ہوتو وبا کے دنوں میں پانی کو ابال کر پینے اور کھانا پکانے کے لیے استعمال کریں۔گلے سڑے پھل اور کچی سبزیاں کھانے سے پرہیز کریں۔پھل اور سبزیاں اچھی طرح دھو کر استعمال کریں۔کھانے پینے کی اشیاء کو مکھیوں سے بچانے کے لیے اچھی طرح ڈھانپ کر رکھیں۔کیونکہ مکھیاں مختلف بیماریوں کے جراثیم ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ کھانا پکانے سے پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح صابن اور صاف پانی سے دھوئیں۔ گندے ہاتھ بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ڈائریا ہونے کی صورت میں بچوں کو نمکول پلائیں اور دوسری غذا بھی جاری رکھیں۔نمکول بڑوں کو بھی دیا جاسکتا ہے۔وبا کے دنوں میں سب کو بیماریوں کے خلاف حفاظتی ٹیکے لگوانے چاہئیں۔

ملیریا کا علاج

ملیریا بخار ایک جراثیم کے ذریعے ہوتا ہے جو مچھر کے کاٹنے سے صحت مند آدمی کے خون میں داخل ہوکر بیماری کا باعث بنتا ہے۔بارشوں اور سیلاب کے بعد گندا پانی جوہڑوں اور تالابوں کی شکل میں جمع ہوجاتا ہے۔ایسی جگہوں میں مچھر آسانی سے پھلتا پھولتا ہے۔
یہی مچھر انسان کو سوتے یا جاگتے میں کاٹ کر ملیریا بخار کرنے کا سبب بنتے ہیں۔اس سے بچنے کے لئے اپنے گردونواح میں گندے پانی کے جوہڑوں اور تالابوں وغیرہ کو چونا یا مٹی ڈال کر بند کردیں تاکہ ان جگہوں میں مچھر پرورش نہ پاسکیں۔رات سوتے وقت مچھر سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھیں اگر ہوسکے تو مچھر دانی کا استعمال کریں۔اپنے گھروں میں مچھر مار دوائی کا اسپرے کروائیں۔ملیریا بخار ہونے کی صورت میں ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق دوائیوں کا استعمال کریں۔دوا کا پورا کورس کریں تاکہ جسم سے ملیریا کے جراثیم کا مکمل خاتمہ ہوسکے۔

آنکھوں کی بیماریاں اور علاج

بارشوں اور سیلاب کے باعث فضا میں نمی اور دھوپ سے پیدا ہونے والے حبس کی وجہ سے آنکھوں کے امراض میں اضافہ کا بہت زیادہ امکان ہوتا ہے۔ آنکھوں کے دکھنے سے لے کر آنکھوں کا السر ہونے کا بھی خطرہ ہوسکتا ہے۔ آنکھوں کی سوجن، جلن اور ان سے پانی بہنے کی بیماریاں بھی ہوسکتی ہیں۔ان سب سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔بچوں کو بارش اور جوہڑوں اور تالابوں کے گندے پانی میں نہانے سے سختی کے ساتھ منع کیا جائے۔آنکھوں کو دن میں کئی مرتبہ صاف پانی سے دھونا چاہیے۔آنکھوں کی تکلیف بڑھنے کی صورت میں ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

جلدی بیماریاں اور علاج

سیلاب اور بارش زدہ علاقوں میں پھوڑے پھنسیاں اور خارش کے امراض پھیلنے کا زبردست اندیشہ ہے۔جلدی بیماریوں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر پر عمل کریں۔ ہر عمر کے لوگ جسم کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ چھوٹے بچوں کو صاف ستھرا رکھا جائے اور صاف پانی سے نہلایا جائے۔خارش کی بیماری ہونے کی صورت میں گھر میں دوسرے صحت مند افراد کی اشیاء استعمال نہ کی جائیں۔اگر گھر میں کسی ایک فرد کو خارش ہوجائے تو خارش دور کرنے والی دوا گھر کے تمام افراد کو استعمال کرنا چاہیے۔جسم پر خارش ہونے کی صورت میں خارش کرنے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ خارش سے بننے والے زخموں میں جراثیم منتقل ہوکر پھوڑوں کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔

موسم برسات میں گرمی کی شدت اور بچائو

جولائی اور اگست کے مہینوں میں گرمی کی شدت اور سورج کی تمازت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔اتنی گرمی پڑتی ہے کہ ہر کوئی الامان والحفیظ چلا اٹھتا ہے۔ گھر سے باہر نکلنا دوبھر ہوجاتا ہے۔قدرت نے جسم کو اس طریقہ سے بنایا ہے کہ جب بہت زیادہ گرمی ہوجائے تو انسانی جلد ایک ایئر کنڈیشنڈ کا کام کرتی ہے اور پسینہ آنے سے آدمی کو کچھ نہ کچھ سکون اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔
بہت زیادہ گرمی اور دھوپ کی شدت میں باہر نکلنے سے سن سٹروک یا ہیٹ سٹروک ہوسکتا ہے جس کا اگر فوری علاج نہ کیا جائے تو موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔سن سٹروک میں بہت زیادہ گرمی کی وجہ سے بندہ دھوپ لگنے سے بالکل ادھ موا ہوجاتا ہے؛ اس حالت میں پسینہ بالکل نہیں آتا۔درجہ حرارت 106 ڈگری فارن ہائیٹ تک ہوجاتا ہے، جلد بالکل خشک ہوجاتی ہے۔ایسی حالت میں مریض کو فوری طور پر کسی ٹھنڈی جگہ لے جاکر ٹھنڈی پٹیوں کے ساتھ بازو اور ٹانگوں پر مساج بھی کرنا چاہیے اور مریض کو فوری طور پر ہسپتال پہنچانا چاہیے۔
سن سٹروک کے علاوہ زیادہ گرمی میں بہت زیادہ پسینہ آنے سے جسم میں پانی اور نمک کی شدید کمی ہوجاتی ہے۔ایسی حالت میں پیٹ اور ٹانگوں میں شدید درد ہوتا ہے اور بہت کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ اگر جسم سے پسینہ اور نمکیات بہت زیادہ خارج ہوجائیں تو پھر بندہ اس حالت میں بالکل ادھ موا ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں بھی فوری میڈیکل ایڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسی حالت میں فوری طور پر ڈرپ کے ذریعے پانی اور نمکیات کی کمی کو دور کیا جاتا ہے۔

هفتـــهٔ رفتـــه

راشد العزیزی ندوی

یک موضوعاتی تصانیف پر توجہ کی ضرورت: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بھیرو پور (ویشالی) ان دنوں لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے سوشل میڈیا پر لکھنے کی سہولت کی وجہ سے نئی نسل میں بھی اچھے قلم کار پیدا ہورہے ہیں، کتابیں بھی چھپ رہی ہیں، لیکن یک موضوعاتی تصانیف کا فقدان ہے، بیشتر کتابیں مضامین کے مجموعے ہیں، جن میں الگ الگ موضوعات پر خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے، ان حالات میں ضرورت ہے کہ قدیم طریقۂ تصنیف کو رواج دیا جائے اور ایک موضوع پر کتابیں لکھی جائیں، یک موضوعاتی کتاب پی ایچ ڈی کے مقالے کے طور پر لکھی جارہی ہے۔ان میں معیاری تحقیق کی کمی پائی جاتی ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم اور ہفت روزہ نقیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے کیا، وہ بھیرو پور (ویشالی) میں منعقد قمر اعظم صدیقی کی تصنیف ''غنچۂ ادب'' کے اجراء کے موقع سے صدارتی خطاب فرمارہے تھے، تقریب سے امتیاز احمد کریمی، ڈاکٹر ریحان غنی، اشرف فرید، انوار الحسن وسطوی، انوار الہدیٰ، اسلم جاوداں، اشرف النبی قیصر، ظفر انصاری ظفر (الٰہ آباد) ڈاکٹر کامران غنی صبا، ڈاکٹر توقیر عالم، وغیرہ نے بھی خطاب کیا، پروگرام کی نظامت عارف حسن وسطوی نے کی، کتاب پر مظہر حسن وسطوی، عارف حسن وسطوی اور منصور خوشتر کے تبصرے بھی پڑھے گیے، اس موقع سے اردو میں تقریری مسابقہ کے لیے بیس (20) طلبہ وطالبات کو ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔

زمین سروے کا کام اگلے سال جولائی تک مکمل کریں: نتیش کمار

وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے زمین سے متعلق جھگڑوں کو ختم کرنے کے اپنے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے حکام کو ہدایت دی کہ وہ اراضی کی ملکیت کا فیصلہ کرنے کیلئے اگلے سال جولائی تک ریاست میں زمین کا سروے مکمل کرلیں۔محکمہ محصولات اور اراضی کی اصلاحات میں نئے تعینات ہونے والے افراد کو تقرری نامے تقسیم کرتے ہوئے جناب نتیش کمار نے کہا کہ قتل کے جتنے مقدمات درج کیے جاتے ہیں ان میں سے 60 فیصد کا تعلق زمینی تنازعات سے ہوتا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس طرح کے تنازعات کو ختم کرنے کیلئے، ان کی حکومت نے زمین کا سروے شروع کیا، اور اس کیلئے فضائی فوٹوگرافی 2013 میں کرلی گئی تھی۔وزیر اعلیٰ نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ امن وسکون سے زندگی بسر کریں جس کیلئے زمین سے متعلق تنازعات کو جلد از جلد حل کرنا ضروری ہے۔انہوں نے نئے تعینات ہونے والوں حکام سے کہا کہ وہ جوش اور جذبے سے کام کریں تاکہ زمین کا سروے مقررہ وقت پر مکمل کیا جاسکے۔نتیش کمار نے تمام اضلاع کے ضلع مجسٹریٹ اور مختلف اضلاع کے انچارج وزراء سے سروے کے کاموں کی نگرانی کرنے کو بھی کہا۔وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جب ہم نے سال 2005 سے کام کرنا شروع کیا تو ہم نے ان تمام چیزوں پر بھی کام شروع کیا۔ہم نے سوچا ہے کہ زمین کا تنازع ختم ہونا چاہیے، ہر ایک بات کا فیصلہ ہونا چاہیے۔یہ طے ہونا چاہیے کہ زمین کس کی ہے۔اس کے لیے بہار میں زمین کے سروے کا کام شروع کیا گیا۔میں ایڈیشنل چیف سیکریٹری اور وزیر سے کہوں گا کہ وہ جولائی 2025 تک کام مکمل کریں۔

بہار میں پلوں کے گرنے کا معاملہ پہنچا سپریم کورٹ

بہار میں بارش شروع ہوتے ہی پلوں کے گرنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ بہار کے بیشتر اضلاع سے پل ٹوٹنے یا اس کی بنیادیں گرنے کی مسلسل خبریں آرہی ہیں۔ بہار میں پلوں کے مسلسل گرنے کا یہ معاملہ اب سپریم کورٹ میں پہنچ گیا ہے۔اس تعلق سے سپریم کورٹ میں مفاد عامہ کی ایک درخواست دائر کی گئی ہے، جس میں سپریم کورٹ سے اسٹرکچرل آڈٹ کرانے کا حکم دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔پلوں کے گرنے کے ان واقعات پر راشٹریہ جنتا دل نے سوال اٹھایا ہے اور اس کے لیے پی ایم مودی اور وزیر اعلیٰ نتیش کمار کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔آر جے ڈی سپریمو لالو پرساد یادو نے پی ایم نریندر مودی اور بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار دونوں پر حملہ کیا ہے۔لالو یادو کے ساتھ آر جے ڈی لیڈر تیجسوی یادو نے بھی اس معاملے پر سوال اٹھایا ہے۔لالو پرساد یادو نے اپنی پوسٹ میں لکھا ہے کہ نریندر مودی اور نتیش کمار اس کا الزام بھی مغلوں، انگریزوں اور اپوزیشن کو ہی پر ہی عائد کریں گے۔ایک ہی دن میں 5 پل گرے، 15 دن میں 12 پل گر چکے ہیں۔پلوں کا کوئی حساب کتاب نہیں۔

بہار ریزرویشن قانون کو منسوخ کرنے کو سپریم کورٹ میں چیلنج

بہار ریزرویشن قانون کو منسوخ کرنے کے پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف نتیش حکومت نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے۔نتیش حکومت نے ای سی بی، او بی سی، ایس سی، ایس ٹی کے ریزرویشن کو 50 سے بڑھا کر 60 فیصد کردیا ہے۔اب نتیش حکومت نے پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا ہے۔بہار حکومت نے وکیل منیش سنگھ کے ذریعے سپریم کورٹ میں عرضی داخل کی ہے۔گزشتہ سال وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی حکومت نے ای بی سی، او بی سی، دلت اور قبائلیوں کے ریزرویشن کو بڑھا کر 65 فیصد کردیا تھا۔ذات پر مبنی سروے رپورٹ اقتصادی طور پر پسماندہ لوگوں (اونچی ذاتوں) کیلئے 10 فیصد ریزرویشن سمیت بہار میں ملازمت اور داخلہ کا کوٹہ بڑھ کر 75 فیصد ہوگیا ہے۔ جس کے بعد کئی تنظیموں نے بہار ریزرویشن ایکٹ کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تھا۔20 جون کو، پٹنہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی قیادت میں دو ججوں کی بنچ نے بہار ریزرویشن ایکٹ کو آئین کے آرٹیکل 14، 15 اور 16 کیخلاف قرار دیتے ہوئے اسے منسوخ کردیا تھا، جس کے بعد ریاستی حکومت نے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کا اعلان کیا تھا۔اس کے بعد اب ریاستی حکومت نے فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔

Volume:64/74,Issue:25 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

مصیبت کا پہاڑ آخر کسی دن کٹ ہی جائے گا
مجھے سرمار کر تیشے سے مرجانا نہیں آتا
(یگانہ چنگیزی)

مشنری اسکولوں میں حیاسازماحول

مفتی ابرار متین بیگ قاسمی

دنیا کے اندر جہاں جہاں عیسائی مشنری اسکولس ہیں وہ دو طرح کے علاقوں میں ہیں ایک وہ علاقہ جہاں لوگ غربت وافلاس کا شکار ہیں اور دوسرا وہ علاقہ ہے جہاں لوگ تعیش وعیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مذکورہ ہر دو جگہ عیسائی مشنری اسکولس قائم ہیں لیکن دونوں میں ایک عظیم فرق ہے۔ متمول علاقوں کے اسکولس ایسے ہیں جہاں مختلف عنوانوں مثلاً داخلہ فیس Admission Fees، ڈونیشن Donation، بلڈنگ فنڈ Building Fund, Infrastructure Development Fund، سالانہ فیس Yearly Fees وغیرہ وغیرہ سے خوب روپیہ لوٹا کھسوٹا جاتا ہے، مشاہدہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے شہروں وعلاقوں کے جو عیسائی مشنری اسکولس ہیں صرف نرسری Nurseryاور ایل کے جی L.K.G اور یو کے جی U.K.G کی تعلیم کیلئے لاکھ ڈیڑھ لاکھ اور دو دو لاکھ روپئے تک وصول کرتے ہیں۔ پھر ان جمع کردہ روپیوں کو چیاریٹی Charity کے نام سے غریب علاقوں کے مشنری اسکولس میں لگا کر عیسائیت کے تئیں نرمی پیدا کرتے ہیں اور مفت تعلیم Free Education کے ذریعے عیسائیت کا طوق طوعاً وکرہاً ان کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا طریقہ تو عیسائی مشنری اسکولس کے متمول اور غیر متمول علاقوں کے داخلوں کا تھا علاوہ ازیں شہر کے عیسائی مشنری اسکولس کا جو ٹارگیٹ Target ہوتا ہے وہ تو صرف اور صرف بڑے بڑے مالدار لوگوں کے بچے ہی ہوتے ہیں ورنہ تو یہاں غریب تو غریب ہی ہے، غریب کے علاوہ جو متوسط طبقہ Middle Class ہے وہ بھی یہاں اپنے بچوں کو پڑھانے کیلئے دس مرتبہ صرف سوچ اور خواب ہی دیکھ سکتا ہے ان کی بھی اس جگہ پر تمام تر ہمتیں، طاقتیں ٹوٹ کر رہ جاتی ہیں اس کے علاوہ داخلہ کی شرائط یہ ہوتی ہیں کہ بچے کے والدین اعلیٰ تعلیم یعنی Well Educated ہوں اور ماہانہ آمدنی اتنی زیادہ ہو کہ ہر ماہ روپیہ خوب سے خوب بچ سکے اور Save ہو سکے اور ان کے پاس Two Wheeler یا Four Wheeler گاڑی ہو۔

اس جگہ رک کر کیا اس بات پر غور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے ملک کے یا دنیا کے بڑے بڑے سائنسداں، ریاضی داں، جغرافیہ داں، علم داں، قانون داں اور سیاست داں صرف مالدار ہی قسم کے طبقہ سے وابستہ تھے یا اس کے علاوہ غریب لوگ بھی تھے؟ تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دنیا کے اور ہمارے ملک کے سائنسداں ہوں یا ریاضی داں یا سیاست داں، اکثر وبیشتر غریب طبقہ سے متعلق تھے اور دیہات اور گاؤں کے رہنے والے تھے جن کے پاس کھانے کے لئے دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں تھی اور پڑھنے کے لئے کتابیں اور قلم بھی نصیب نہیں تھا لیکن آج کی مشنری اسکولس کا یہ ایک عجیب وغریب حال ہے کہ شہروں میں عمدہ تعلیم اور اعلیٰ تعلیم تو صرف مالدار ہی حاصل کرسکتے ہیں، غریبوں کا تو اس میں کوئی حق ہی نہیں۔

مشنری اسکول کا پریئر (Prayer): ہر اسکول کی ایک حمد ہوتی ہے "پریئر" ہوتا ہے۔ یہ رہا الگ مسئلہ بعض سرکاری وغیر سرکاری اسکولوں میں "وندے ماترم" جیسے مشرکانہ عقیدہ والا جو ترانہ ہے وہ تو پڑھنا ناجائز وحرام ہے لیکن خفیہ انداز میں جو پریئر Prayer مشنری اسکولس میں پڑھایا جاتا ہے وہ بھی "وندے ماترم" سے کچھ کم نہیں، جیسا کہ پریئر کے وقت بچوں کو صف بند واکر ان کے "خیالی" "جیسس یعنی حضرت عیسٰی کے مجسمہ کے سامنے کھڑا کردیا جاتا ہے جیسا کہ ہندوؤں کو مندر کے اندر بڑے اور چھوٹوں کو کسی بت کے سامنے کھڑا کردیا جاتا ہے اور پھر بچوں سے کچھ سادہ جملوں کے ساتھ کفریہ وشرکیہ جملہ ہر دن بلوایا جاتا ہے اور کبھی کبھی وقفے وقفے سے مسلمان بچوں کو مختلف چیزوں کی ضرورت کے وقت بچوں کے اصرار کرنے پر یا ان کے رونے پر یا وہ چیزیں ان کے پاس نہ رہنے پر کہا جاتا ہے کہ تم اپنے اللہ سے مانگو اور اسے حاصل کرلو جب یہ بچہ اللہ سے مانگتا ہے تو نہ اسے چاکلیٹ ملتا ہے اور نہ کوئی اسکول سے متعلق ضرورت کی چیز، پنسل، کاپی وغیرہ ملتی ہے پھر بچے سے کہا جاتا ہے کہ اب تم آنکھ بند کرکے "جیسس" یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مانگو جب بچہ مانگتا ہے تو وہ چیز اس کی آنکھ بند ہونے کی حالت میں یا تو اس کے ہاتھ میں ڈال دی جاتی ہے یا اس کے پاس ڈال دی جاتی ہے جس سے بچہ قولی وعملی اعتبار سے متاثر ہوکر اس کا ایمان بھی خراب ہوجاتا ہے اور اس کا عقیدہ بھی خراب ہوجاتا ہے۔

مشنری اسکولس کا ڈریس اور وضع قطع: رہی بات ڈریس کی تو یہاں اس سلسلہ میں ان کی گنگا الٹی ہی بہتی ہے، مطلب یہ ہے کہ لڑکا لڑکا ہونے کی وجہ سے اور لڑکی لڑکی ہونے کی وجہ سے فطری وخلقی اعتبار سے دونوں جسموں کی تقسیم، بناوٹ، نشیب وفراز واضح اعتبار سے مختلف ہے تب ہی تو مرد کے مقابلہ میں عورت کو صرف "صنف عورت" نہیں کہتے بلکہ "صنف نازک" کہتے ہیں یعنی صنف مقابل کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ مرد کی ضد ہے اور صنف نازک کہتے ہیں ایسی چیز کو جس کی فطرت وطبیعت کے اعتبار سے نرمی، نزاکت شرم وحیا مرد کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہو الغرض عورت ایک عورت اور لڑکی ایک لڑکی ہونے کی وجہ سے ایسے ڈریس اور ایسے جوڑے اختیار کرے کہ جس ڈریس Dress میں زیادہ شرم وحیا کا لحاظ کیا جاسکے اور مرد کو شرم وحیا کم ہونے کی وجہ سے اپنے مطابق ڈریس اختیار کرے۔ جس ڈریس میں زیادہ بے حیائی ہوتی ہے اور مرد اور لڑکے کے لئے ایسا ڈریس ہوتا ہے جس سے اس کا سارا بدن ڈھک کر دور سے تو عورت ہی معلوم ہوتا ہے الغرض مرد کو عورت بنادیا جاتا ہے اور عورت کو مرد بنادیا جاتا ہے۔ مشنری اسکولس اور کالجس میں لڑکیوں کے لئے اور عورتوں کے لئے ایسا ڈریس لازمی قرار دیا جاتا ہے جس سے بے شرمی وبے حیائی میں اضافہ ہو اور فطرت وطبیعت میں فاسد مادہ اور فاسد خیال کا رجحان بڑھے اور پھر انجام کار وہ بدنظری، بے غیرتی، دوستی کے نام پر ڈیٹنگ Dating اور پکنک Picnic کے نام آزادی، تعیش پرستی اور یہاں تک جنسی اختلاط لازم آتا ہے اور پھر جب پڑھائی ختم ہوجاتی ہے تو لڑکا ایک طرف اور وہ لڑکی ایک دوسری طرف ہوجاتی ہے یعنی حقیقی سکون کو زندگی شروع کرنے سے پہلے ہی یہ لڑکا اور لڑکی اور خاص طور پر لڑکی کی زندگی اجڑ جاتی ہے اور ان کی زندگی داؤ پر لگ جاتی ہے غرضیکہ بچپن ہی سے بے حیائی والے ڈریس کا نتیجہ اتنے اندوہ ناک نتائج تک پہنچاتا ہے کہ کسی کو اس کا اندازہ ہوتا ہی نہیں "لڑکی چھوٹی ہے، لڑکی کم سن ہے، لڑکی نادان ہے وغیرہ دل کو تسلی دے لیا جاتا ہے۔ ایک ہلکی سی نظر ڈالی جائے تو حقیقت آشکارا ہوجائے۔ دل کو بہلانے والے جملوں سے خود کو بھی تسلی دے لیتے ہیں اور دوسروں کے سوال پر انہیں جملوں کو جواب میں کہہ دیا جاتا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اسکول ڈریس پر ایک ہلکی سی نظر ڈالی جائے تاکہ اس کی حقیقت آشکارہ ہوجائے: (۱) خواہ بچی یا لڑکی LKG کی ہو یا دسویں جماعت Tenth Standard کی سب کو اپنے سر کے تمام بال کھلے رکھ کر آنا ضرور ہے۔ (۲) اسکارف پہننے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۳) اسکرٹ پہن کر آنا ضروری ہوگا، چھوٹی بچیوں ولڑکیوں کو اتنا بڑا اسکرٹ Skirt جو گھٹنوں سے اوپر نہ ہو اور بڑوں کو اتنا چھوٹا اسکرٹ کہ جو گھٹنوں سے نیچے نہ ہو یعنی لڑکی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کم از کم ان کے ران، گھٹنے، پنڈلیاں تو ضرور نظر آئیں تاکہ بے حیا، بے شرم، مزاج ومذاق کے پیدا کرنے میں آسانی ہوسکے اور یہ ڈریس بھی ایسا ہونا چاہئے کہ بالغ لڑکیوں کے سینہ پیٹ پیٹھ اور کولہے لباس کے چست اور تنگ ہونے کی وجہ سے صاف صاف نظر آئے۔ یہ سرتاپا بے حیائی وبے شرمی کو صرف پیدا کرنے والا ہی ڈریس نہیں بلکہ بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی کو دعوت دینے والا ڈریس بھی ہے اور یہ بے شرمی وبے حیائی کا معاملہ صرف اسلام ہی کے پاس برا اور قبیح نہیں ہے بلکہ یہ خلاف عقل بھی ہے اور فطرت انسانی کے خلاف بغاوت بھی ہے جس کا سمجھنا صرف مسلمانوں پر ضروری نہیں بلکہ ساری دنیا کے عقلمندوں کو اور فطرت کے جاننے وماننے والوں کو بھی سمجھنا، سمجھانا اور اس پر کچھ عملی اقدام اور ایکشن Action لینا بھی لازمی ہے۔

مخلوط تعلیم (Co-Education): اہل دانش وبینش کے نزدیک اختلاف کے قابل ہے ہی نہیں کہ مخلوط تعلیم ہونی چاہئے یا نہیں۔ اس لئے کہ مخلوط تعلیم کا اصل مسئلہ تو ہمارے زمانے کے اعتبار سے Film Dance-Tv Programme والے جنریشن Generation کے لئے کس جماعت Class سے قابل تأمل اور قابل اعتراض ہے؟ اس سلسلہ میں تو طے کرنا بہت آسان ہے کہ کس جماعت Class سے مخلوط تعلیم بند کردینا چاہئے اس لئے کہ آج کے زمانے کا سب سے بڑا اسکولی فتنہ مخلوط تعلیم یعنی Co- Education کا ہے یہیں سے تعلیم کے ساتھ ساتھ فتنہ کا دروازہ کھل جاتا ہے جسے نہ تو کوئی گھر والا ٹوک سکتا ہے اور نہ کوئی اسکول والا اسے منع کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ آگ تو خود اسکول مینجمنٹ والوں نے اور خودسر پرستوں نے لگائی ہے مگر اس آگ میں جلنے والے معصوم صاف ذہن مراہق ونوبالغ لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں وہ ان کے پرسکون مستقبل کو برباد کردیتے ہیں۔

نصاب تعلیم (Syllabus): جب نصاب تعلیم کی بات آتی ہے تو نصاب تعلیم میں دو طرح کے فرق معلوم ہوتے ہیں ایک فرق تو وہ ہے جو Positive مثبت انداز کا ہے۔ دوسرا منفی Negative انداز کا ہے، منفی انداز کا جو نصاب تعلیم ہے وہ تو کسی متعصب مزاج منصف یا متعصب مزاج تعلیم کے ذمہ داروں کا ہے جیسا کہ مغلیہ سلطنت کے نیک عادل فرمانروا شہنشاہ اورنگ زیب کی کردارکشی کا ہے جنہیں ایک سنگ دل، متعصب، نافرمان اور ظالم وجابر کے رول میں بتلایا گیا ہے۔ یقیناً یہ بھی انتہائی کم بختی اور کم نصیبی ہے کہ جس نے ہندوستان کی سیاسی معاشی ترقی میں اتنا اہم رول ادا کیا کہ شاید کبھی ہندوستان کو ایسے فرمانروا ملے ہوں۔ ایسے شخص ہی کو تاریخ کا خون کرنے والوں نے صرف تاریخ کا ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور ہندوستان کے بسنے والے پڑوسی کا تاریخی واخلاقی خون کیا ہے۔ اسی طرح کا بلکہ اس سے بدترین حال عیسائی مشنری اسکولس کا ہے۔ جہاں طلبہ کو ایسے اسباق پڑھائے جاتے ہیں جس میں واضح انداز سے کفر وشرک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مناسب ہے کہ انگریزی درس نصاب کی تیسری جماعت ClassIII کے ایک سبق کا یہاں ذکر کردیا جائے تاکہ یہ بات دلیل وحجت کے طور پر معلوم ہوجائے۔ تیسری جماعت کی ایک کتاب میں لکڑہارا یعنی لکڑیاں پھوڑنے والے کا ایک واقعہ ہے جس میں اس کی کلہاڑی سمندر یا ندی میں گرجاتی ہے جس سے لکڑہارا پریشان ہوجاتا ہے اور سورج کا خدا جسے "اپالو" کہتے ہیں اسے پکارتا ہے اس کے کچھ ہی دیر بعد سورج کا خدا اپالو ظاہر ہوتا ہے اور نہر میں غوطہ لگا کر کلہاڑی لکڑہارے کے حوالہ کرتا ہے، دیکھئے اس سبق میں کھلے عام طلبہ کو شرک کی تعلیم دی جارہی ہے علاوہ ازیں کتنے ہی ایسے مشنری اسکولس ہیں جہاں تقریباً ہر کلاس میں بائبل کو داخل نصاب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی طالب علم Student دوسری کتابوں میں کم نمبر لے آئے اور بائبل میں زیادہ نمبر لے آوے تو اسے ترقی دیجاتی ہے مگر اس کے برعکس دوسری کتابوں وسبجکٹس میں زیادہ نمبر لے آوے اور بائبل کے اسباق میں کم نمبر لے آوے تو اسے ترقی سے روک دیا جاتا ہے۔ یہ ایک دو مثالیں تھیں ورنہ تو مختلف عیسائی مشنری اسکولس میں مختلف قسم کے نصاب میں خاص نوعیت سے شرک کی دعوت دی جاتی ہے اور اس کی ذہن سازی کی جاتی ہے۔ یہ وہ چند قابل ذکر باتیں تھیں جو یہاں ذکر کردی گئی ہیں، علاوہ ازیں بہت سارے ایسے حساس مسائل ہیں جو تفصیل طلب ہیں۔

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کرکے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی مینیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔
WEEK ENDING-08/07/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421 9304022690